احمدی انصار کی تربیت کیلئے

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین ناز

دسمبر

۱۹۹۲ء

ماہنامہ

انصاراللہ

ربوہ

دسمبر

۱۹۹۲ء

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین ناز

پبلشر : چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر : قاضی منیر احمد

مطبع : ضیاء الاسلام پریس - ربوہ

مقامِ اشاعت : دفتر ماہنامہ انصاراللہ دارالصدر جنوبی - ربوہ

اس شمارے میں

جلد نمبر ـــــــ ۳۳

شمارہ نمبر ـــــــ ۱۲

شرح چندہ

پاکستان ـــــــ تیس روپے سالانہ

قیمت فی پرچہ ـــــــ تین روپے

بابری مسجد کی شہادت

ہر مذہب والے کی تکلیف پر دُکھ محسوس کریں

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہُ اللہ تعالیٰ کے مواصلاتی سیارے سے ٹیلی کاسٹ ہونیوالے خطبہ جمعہ فرمودہ بیت الفضل ۔ لندن کا خلاصہ

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ نے فرمایا کہ

آج کا دور اسلام اور انسانیت کے لئے بے حد دردناک ہے۔ ایک کے بعد دوسرا ابتلاء سر اٹھا لیتا ہے ان تمام ابتلاؤں میں خدا تعالیٰ کا کوئی خاص پیغام پوشیدہ ہے جس کے سننے سے کان بہرے ہیں اور آنکھیں اندھی۔ اس لائق نہیں کہ خدا کی تحریریں پڑھ سکیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا دو قسم کے ابتلاء ہوتے ہیں۔ ایک حسن ابتلاء جو کہ ایمان والوں پر آتے ہیں جن سے جب ایمان والا گزرتا ہے تو پہلے سے زیادہ صحت مند ہوتا ہے اور اس میں توانائی کی نئی قوتیں پیدا ہو جاتی ہیں اور اس پہلو سے بھی اس میں نشوونما کی صلاحیتیں پیدا ہو جاتی ہیں جن سے پہلے یہ عاری تھا۔ ہر حسن ابتلاء کے بعد الٰہی جماعتیں بڑھتی ہیں اور بڑھنے کی نئی صلاحیتیں حاصل کرتی ہیں۔

ایک اور ابتلاء کی قسم ہے جو کفار پر وارد ہوتا ہے اور اس کے نتیجہ میں ان پر بھوک، تنگی اور ہلاکت کے دور آتے ہیں اور بعض دفعہ ایسے مظالم کی چکی میں پیسے جاتے ہیں کہ ان کا کوئی مددگار نہیں ہوتا اور ان کی طاقت اور رعب ختم ہو جاتی ہے۔ بعض دفعہ تنبیہ کے ابتلاء بھی آتے ہیں کہ اگر تم گر کر نہ سنبھلو گے تو ایک بد انجام کے لئے تیار رہو۔ اس طرح سے کئی ابتلاء شر کے ساتھ خیر کا یہ پہلو بھی لئے ہوئے ہوتے ہیں کہ کوئی نہ کوئی صاحب عقل ضرور ایسا ہوتا ہے جو اس سے ہدایت کی راہنمائی پا لیتا ہے۔ یہ ابتلاء ان الٰہی جماعتوں پر بھی آتے ہیں جو بنیادی طور پر تو اچھی ہوتی ہیں مگر عملاً خدا کے راستے سے ہٹ گئی ہوتی ہیں۔ ان میں شر کا پہلو زیادہ اور نشوونما کا کم ہوتا ہے۔ تنبیہ کا پہلو اور نصیحت کا پہلو بہر حال موجود ہوتا ہے۔ جبکہ خدا کی خاص اور پیاری قوموں پر جو ابتلاء آتے ہیں ان میں خیر کا پہلو نمایاں ہوتا ہے اور شر کا پہلو بہت کم ہوتا ہے جسے خیر کا پہلو ڈھانپ لیتا ہے لیکن ایسے ابتلاء جو ہلاکت کے مناظر پیچھے چھوڑ جاتے ہیں اور جن سے شاذ ہی لوگ نصیحت پکڑتے ہیں ان پر غور کر کے دیکھا جائے تو خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا ہاتھ صاف دکھائی دیتا ہے۔

اس تمہید کے بعد حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے اجودھیا کی بابری مسجد کی شہادت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ دنیا کے کسی کونے سے کسی مذہب سے تعلق رکھنے والا ہو اس کا دل خون ہو رہا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ایسے ظلم پر بھی کیوں خدا کی مدد نہیں آرہی۔ کیوں خدا مسلمانوں کی ساکھ کمزور ہونے دے رہا ہے اور دنیا کے سامنے اس کی خراب حالت کو نمایاں کر رہا ہے۔

خدا کی تقدیر کا دستور

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس بات پر پوری سچائی سے اور تقوی سے غور کرنا ہوگا۔ بابری مسجد یعنی خدا کے گھر کو منہدم کر کے اسے شرک کی آماجگاہ بنا دینا بہت بڑا ظلم ہے..............اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اللہ تعالیٰ کے پہلے گھر یعنی خانہ کعبہ کا ذکر فرمایا جسے ایک برگزیدہ نبی کے نبی بیٹے نے مل کر پرانے آثار پر تعمیر کیا وہ خانہ کعبہ کتنے سو سال تک شرک کی آماجگاہ بنا رہا۔ وہاں اتنے بت رکھے گئے تھے کہ ہر دن کے لئے الگ بت تھا۔ سال میں جتنے دن ہوتے ہیں اتنی اقسام کے بت تھے۔ توحید کا یہ مرکز بتوں کا سب سے بڑا مرکز بنا رہا۔ اور اس صورت حال کو سینکڑوں برس گزر گئے لیکن خدا کی غیرت نے جوش نہیں مارا۔ کوئی ایسی چیز نہیں دکھائی دیتی کہ خدا کے گھر کو خدا کی عبادت کرنے والوں کے سپرد کیا گیا ہو۔ لیکن آگے بڑھتے ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عظیم روحانی انقلاب برپا ہوتا ہے اور موحد پیدا ہو جاتے ہیں تو باوجود اس کے کہ مشرکین کو عرب میں غیر معمولی طاقت حاصل تھی ان کی طاقتوں کے سارے جال توڑ دیئے گئے اور خانہ کعبہ کو موحدوں کے سپرد کر دیا گیا۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ پس جب وہ موحدین اس دنیا میں آگئے جو اس گھر کے لائق تھے تو اس گھر کو غیر اللہ سے آزاد کرا دیا گیا۔ اس میں بہت بڑا سبق ہے۔

جب تک دل پاک نہ ہوں ظاہری مقامات کا تقدس ان پر نہیں لوٹایا جا سکتا خدا تعالیٰ غیور اور مستغنی ہے۔ وہ ان باتوں کی کوئی بھی پرواہ نہیں کرتا۔ وہ توحید کی غیرت رکھتا ہے لیکن جب تک توحید کی غیرت رکھنے والے دل پیدا نہ ہوں مقام توحید اس کی طرف لوٹایا نہیں جا سکتا۔

حضور ایدہ اللہ ۔ نے فرمایا یہی صورتحال خانہ کعبہ کے بعد مسلمانوں کے دوسرے اہم ترین مرکز بیت المقدس کی ہے اس کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے بتا دیا ہے کہ ہم نے لکھ چھوڑا ہے کہ بیت المقدس کو خدا کی عبادت کرنے والے مخلصین کے ہاتھ میں واپس کریں گے اور جب تک ایسے لوگ پیدا نہیں ہو جاتے اللہ تعالیٰ کو کوئی پرواہ نہیں کہ وہ کس ہاتھ میں رہتا ہے۔ جب تک خدا کی سچی عبادت کرنے والے پیدا نہ ہونگے۔ وہ واپس نہیں ہوگا۔

خدا کی تائید کیوں نہیں مل رہی؟

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ نے فرمایا اس طرف عالم اسلام کو توجہ کرنی چاہیئے اور اس کو سامنے رکھ کر اپنے ردعمل کا جائزہ لینا ہوگا۔ خدا تو بے وفائی کرنے والا نہیں ہے۔ خرابی تو ہم میں ہے ہمارا ردعمل خالصتاً خدا کی خاطر نہیں ہے اگر ہندوستان میں مسلمانوں کو زندہ جلا دیا گیا ہے تو پاکستان میں بھی ایسا واقعہ نہیں ہونا چاہیئے تھا قرآن کریم کی تعلیم تو یہ ہے کہ انتقام کی اجازت صرف اسی سے ہے جو ظلم میں شامل ہے ان کو اپنے انتقام کا نشانہ بنانا تو ایک نیا ظلم کرنا ہے۔

کسی بھی طریق سے جائز فعل قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل اس کے مخالف ہے۔ عالم اسلام تو عبادتگاہوں کے تقدس کی حفاظت کرتا ہے۔ یہ تو ظلم ہے کہ اگر مساجد جلائی گئی ہیں تو دوسری طرف مندروں کو جلا دیا جائے اور پھر مسلمانوں کی طرف سے مندر گرانے کا ردعمل یہ ہوا کہ اور بیسیوں مساجد کو جواب الجواب کے طور پر منہدم کر دیا گیا۔ عقل کا تقاضا تو یہ تھا کہ صورتحال کا جائزہ لے کر ردعمل ظاہر کیا جائے نہ کہ ایسا ردعمل دکھایا جائے جس سے مسلمان بھائیوں کی مشکلات میں اور اضافہ ہو جائے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ نے فرمایا اگر عالم اسلام یہ ردعمل دکھاتا ہے کہ اپنے عمل سے یہ کہتا ہے کہ تمہاری تربیت بتوں نے کی ہے مگر ہماری تربیت ہمارے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے ہم تمہاری بدیوں میں شامل نہیں ہو سکتے ہمارا مذہب اس کی اجازت نہیں دیتا اور اگر یہ اقدام کرتے کہ ہندوؤں کی عبادت گاہوں کی سختی سے حفاظت کرتے تو یقیناً اللہ کی مدد آتی اور وہ مظالم نہ ہوتے جو آج ہوئے ہیں۔ بابری مسجد کی شہادت کے جواب میں جو جاہلانہ کارروائیاں کی گئیں ان کی وجہ سے اسلام اور غیر اسلام طاقتوں کا فرق ہی ختم ہو کر رہ گیا۔ اب عالمی ذرائع سے خبریں اس طرح نشر ہو رہی ہیں کہ بمبئی میں اتنے لوگوں کو زندہ جلا دیا گیا اور کوئٹہ میں اتنے لوگوں کو ہندوستان میں اتنی مساجد منہدم کر دی گئیں۔ اور پاکستان میں اتنے مندر گرا دیئے گئے صرف تعداد کا فرق باقی رہ گیا ہے جرم میں کوئی فرق نہیں رہا۔ غیر انسانی حرکتوں میں کوئی فرق نہیں رہا۔ جن لوگوں نے اللہ کے دین کو غیر اللہ کے دین سے اس طرح متشابہ کیا ہے انہوں نے بڑا ظلم کیا ہے۔ اگر وہ توبہ واستغفار نہیں کریں گے تو اللہ کی پکڑ کے نتیجے میں مزید ابتلاء دیکھنے پڑیں گے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عددی لحاظ سے اس سے بہت کم تھے جو آج ہندوستانی مسلمانوں کو نسبتی لحاظ سے ہندوؤں سے ہے۔ گنتی کے چند مسلمان تھے اور سارا مشرک عرب مقابلے پر تھا

ایک اور سو کی بھی نسبت نہیں تھی بلکہ اس سے بھی زیادہ تھی۔ ایک مسلمان تھا تو سو سے زیادہ مشرک تھے لیکن خدا کی تقدیر نے نتائج کیسے پیدا کئے کہ جو ایک تھا اسے سو کر دیا اور جو سو تھا اسے ایک بلکہ اس سے بھی کم کر دیا۔ یہ خدا کی تائید و نصرت سے ہوا۔ یہ ہندوستان میں کیوں نہیں ہو سکتا یہ ہو سکتا ہے بشرطیکہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھیوں جیسے دل اور دماغ پیدا کئے جائیں۔

عرب حکومتوں کا مثبت ردّعمل

حضور نے فرمایا یہ بڑے ظلم کی بات ہوئی کہ مسلمانوں کے لئے ایک موقعہ آیا مگر مسلمانوں نے اسے چھوڑ دیا۔ لیکن اس مرحلے پر عرب حکومتوں اور ان کے علماء نے زیادہ ہوشمندی کا مظاہرہ کیا۔ گلف کے علاقے میں ہندو تاجر اور مزدور بڑی تعداد میں ہیں لیکن وہاں کی حکومتوں نے بڑی سختی سے اس بات کی نگرانی شروع کی ہے کہ کسی ہندو یا کسی مندر کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ یہ خدا بہتر جانتا ہے کہ ان کی نیت کیا تھی۔ اقتصادی تعلقات زیادہ پیارے تھے یا سستی مزدوری کا تعلق تھا جو بھی تھا بہر حال یہ فیصلہ عقل پر مبنی تھا۔ اگر ان کے دل پاکیزہ تھے اور انہوں نے یہ فیصلہ اسلامی تعلیم کے پیش نظر کیا ہے تو یہ بہر حال اللہ کا اور تقویٰ کا فیصلہ ہے۔ لیکن پاک و ہند کے مسلمانوں نے عقل کا فیصلہ نہیں کیا۔ اس قیادت نے عالم اسلام کو مصیبتوں میں مبتلا کر رکھا ہے۔ عالم اسلام پر ہونے والے دردناک مظالم کا ذکر کرتے ہوئے حضرت امام جماعت احمدیہ نے فرمایا کہ جو خطوط مجھے وہاں کی جماعتوں کی طرف سے مل رہے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ جو دردناک مظالم ہوئے ہیں ان کی صحیح خبر تو اخباروں میں بھی شائع نہیں ہوئی اور لگتا ہے کہ یہ سلسلہ رکنے والا نہیں ہے یہ آگے بڑھیں گے اور بڑی گہری سازشیں اس کے پیچھے دکھائی دے رہی ہیں۔

بھارتی حکومت کا طرز عمل

بھارتی حکومت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت امام جماعت احمدیہ نے فرمایا کہ باوجودیکہ یہ مشرک ہیں اور اسلام کے دشمن ہیں اور پھر پاکستان سے روایتی دشمنی ہے جو مذہبی دشمنی پر مستزاد ہے تاہم ان کو اتنی عقل ضرور ہے کہ دنیا کو دکھانے کے لئے کچھ نہ کچھ کریں اپنے عیوب کو اس طرح ڈھانکتے ہیں کہ دوسروں کو پتہ نہ چلے۔ اس وقت تک مبصرین نے جو بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ بھارتی حکومت نے اجودھیا کی مسجد کے واقعہ سے آنکھیں بند کیں اور واقعہ ہونے دیا۔ یوپی (اترپردیش) کی حکومت تو پوری طرح اس میں ملوث تھی۔ لیکن مرکزی حکومت نے اس کی مذمت ضرور کی ہے اور اس حکومت کو اس واقعہ کے بعد برطرف کر دیا ہے۔ بھارتی حکومت کی کارروائی نیکی پر تو مبنی نہیں

ہے لیکن عقل پر ضرور مبنی ہے۔ جونہی واقعہ ہوا اس حکومت کو ختم کر دیا گویا دنیا کو دکھانے کے لئے معقول طرز عمل اختیار کیا۔ جس سے دنیا کی رائے عامہ پر اچھا اثر پڑ سکتا ہے۔ گو دنیا یہ کہتی ہے کہ عملاً ایسا ہونے دیا گیا۔ مرکزی حکومت اس صوبے سے سیاسی انتقام لینا چاہتی تھی ان کو پتہ تھا کہ ایسا ہونے والا ہے تو جان بوجھ کر ایسا واقعہ ہونے دیا گیا۔

حضور ایدہ اللہ نے بھارتی رائے عامہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا اخبارات نے جو تبصرے کئے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ قوم میں ندامت کا احساس بھی ہے اور حیا بھی ہے۔ اخباروں نے لکھا ہے کہ ہمیں ایسے داغ لگ گئے ہیں اور خون جو بہایا گیا ہے۔ اس نے ایسے دھبے لگا دیئے ہیں جواب کسی طرح صاف نہیں ہو سکتے۔ اس طرح کے بڑے زبردست صحیح اور سچے تبصرے اکثر اخبارات نے کئے ہیں سوائے چند اخبارات کے جو انتہا پسند ہیں اکثر ہندوستانی اخبارات نے بڑے سخت تبصرے کئے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس پر افسوس کا اظہار کیا کہ پاکستان کے اخبارات نے اس شدت سے اور اس جلی قلم سے ان خوفناک واقعات کی مذمت کی توفیق نہیں پائی۔ مسلمان راہنماؤں کو ایسے موقع پر اٹھ کھڑا ہونا چاہیئے تھا۔ کہ تم نے قرآن اور حضرت نبی کریم ﷺ کے اسوہ کو خراب نہیں ہونے دینا۔ لیکن انہوں نے سچے ہو کر جھوٹوں کی طرح اپنے کردار کو گندہ کر دیا ہے ان راہنماؤں میں نہ عقل کی روشنی ہے نہ تقوی کی۔ اگر یہ غلط راستے پر نہ ڈالیں تو ناممکن ہے کہ خدا کی مدد نہ آئے جب تک سچے عبادت کرنے والے نہیں بنیں گے۔ جب تک مخلصین لہ الدین بن کر عمل نہیں کریں گے اللہ کی تائید نہیں ملے گی۔

جماعت احمدیہ کی بیوت کا انہدام

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر یاد دلایا کہ گزشتہ چند سالوں میں جماعت احمدیہ کی دس بیوت الذکر منہدم کی گئیں۔ لیکن کوئی آواز نہیں اٹھی۔ حضور نے فرمایا یہ بات میں شکوے کے طور پر نہیں بلکہ سمجھانے کی خاطر بیان کر رہا ہوں۔ اس وقت بھی چاہیئے تھا کہ اللہ کے گھروں کی حفاظت کرنے والے اٹھ کھڑے ہوتے۔ اور اب چند دن قبل بنگلہ دیش میں راجشاہی کی احمدیہ بیت الذکر کے ساتھ ایسا ہی ہوا ہے مگر کوئی ان کا ہاتھ روکنے کے لئے آگے نہیں بڑھا۔ تاہم حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بنگلہ دیش والوں میں ایک شرافت ضرور ہے کہ وہاں کے دانشوروں نے ان واقعات کی مذمت ضرور کی ہے۔ اگرچہ آگے بڑھ کر روکنے کی ہمت ان میں نہیں ہے۔ تاہم ایمان کے ادنی تقاضے ہی سہی پورے تو کئے ہیں۔ پاکستان میں اب کہیں کہیں آواز اٹھنے لگی ہے۔ پہلے تو

مکمل خاموشی تھی۔

حضور نے فرمایا مسلمانوں کے بدقسمتی کے اس دور کا علاج یہ ہے کہ بیماری کو دور کرنے کی طرف توجہ دلائی جائے مسلمانوں کی مساجد کی شہادت سے احمدیوں کے دلوں کو سخت چوٹ لگی ہے۔ جیسے ایک ایک اینٹ گرا کر چوٹ لگائی جائے۔ ہمیں ایسی تکلیف ہوئی ہے پس مسلمانوں کو چاہیئے کہ تقوی اور خدا کی محبت سے کام لیں۔ جو خدا کی محبت دل میں رکھتے ہیں ان کی راہ میں روک نہ بنیں۔ حضور نے فرمایا ہم بھی دعا کر رہے ہیں۔ سب سے زیادہ دکھ تو احمدیوں کو ہے ساری تکالیف ہمیں اٹھانی پڑتی ہیں۔ اپنے اوپر ہونے والے مظالم پر بھی دکھ ہوتا ہے اور ہم پر ظلم کرنیوالے بھائیوں پر جب ظلم ہوتا ہے تو اس کی تکلیف بھی ہمارے دلوں کو محسوس ہوتی ہے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے عالم اسلام کو اپیل کی کہ صرف مسلمانوں کے دکھوں پر ہی دکھی نہ ہوں۔ بلکہ یہودیوں عیسائیوں اور مشرکوں کے دکھوں پر بھی دکھ محسوس کریں۔ یہی حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم ہے۔ اسی کے ساتھ تمام عالم اسلام کی نجات وابستہ ہے۔ اسی سے ترقی کے راستے وابستہ ہیں۔ حضور نے فرمایا ہم تو یہ باتیں کہہ کہہ کر تھک گئے ہیں۔ خدا کرے عالم اسلام جلد ان باتوں کی طرف توجہ کرے۔ شاید خدا کی تقدیر کوئی ایسا جھٹکا ان کو دے کہ ان کی آنکھیں کھلیں اور وہ گردوپیش کے واقعات سے سبق حاصل کریں۔ اور خدا تعالیٰ کی تقدیر ان کو دیکھنے کی توفیق عطا کرے۔

"انصاراللہ" بابت ماہ اکتوبر ۹۲ء کے ایک مضمون میں تصحیح

صفحہ ۳۲ سطر ۱ ۔ ۶۶ - ۵۵ء کی بجائے ۵۷ - ۵۶ء پڑھا جائے۔

صفحہ ۳۲ سطر ۱۶ ۔ جملہ یوں ہے : "بعض نے کہا حضرت اسحٰق"۔

صفحہ ۳۳ سطر ۱۱ ۔ "بچپن سے ابراہیم نام تھا" سے پہلے "قرآن حکیم میں ہے" پڑھیں۔

صفحہ ۳۳ سطر ۱۶۔ "قرار دیا ہے کہ" کے بعد پڑھیں: قرآن حکیم میں ہے کہ

صفحہ ۳۴ سطر ۴ ۔ "یاخوب" کی جگہ یاقوب پڑھیں۔

صفحہ ۳۵ سطر ۱۸۔ "نہیں" کی بجائے "ہیں" پڑھا جائے۔

نومبر ۱۹۹۲ء صفحہ ۳ پر آیت قرآنی میں لفظ "لعلکٔ" اور صفحہ ۸ پر تیسرے شعر میں لفظ "اینست" ہے۔

وقفِ نو کیلئے وفا شرط لازم ہے

حضور فرماتے ہیں:۔

"ایک دفعہ امریکہ میں ڈزنی لینڈ میں جانے کا اتفاق ہوا وہاں ایک RIDE ایسی تھی جس میں بہت ہی زیادہ خوفناک موڑ آتے تھے اور اس کی رفتار بھی تیز تھی اور اچانک بڑی تیزی کے ساتھ مڑتی تھی تو کمزور دل والوں کو اس سے خطرہ تھا کہ ممکن ہے کسی کا دل ہی نہ بیٹھ جائے، چنانچہ انہوں نے WARNINGS لگائی ہوئی تھی کہ اب بھی واپس جاسکتے ہو، اب بھی واپس جاسکتے ہو اور آخری وارننگ تھی سرخ رنگ میں کہ اب یہ آخری ہے اب واپس نہیں جا سکو گے۔ تو وہ بھی ایک گیٹ جماعت میں آنے والا ہے جب ان بچوں سے جو آج وقف ہوئے ہیں ان سے پوچھا جائیگا کہ اب یہ آخری دروازہ ہے پھر تم واپس نہیں جاسکتے اگر زندگی کا سودا کرنے کی ہمت ہے، اگر اس بات کی توفیق ہے کہ اپنا سب کچھ خدا کے حضور پیش کردو اور پھر کبھی واپس نہ لو، پھر تم آگے آؤ ورنہ تم الٹے قدموں واپس مڑ جاؤ۔ تو اس دروازے میں داخلے کیلئے آج سے ان کو تیار کریں۔ وقف وہی ہے جس پر آدمی وفا کے ساتھ تادم آخر قائم رہتا ہے۔ ہر قسم کے زخموں کے باوجود انسان گھسٹتا ہوا بھی اسی راہ پر بڑھتا ہے۔ واپس نہیں مڑا کرتا۔ ایسے وقف کے لئے اپنی آئندہ نسلوں کو تیار کریں"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ فروری ۱۹۸۹ء)

وقف خدا کے ساتھ ایک عہد ہے

حضور فرماتے ہیں:

"بعض بچے شوخیاں کرتے ہیں اور چالاکیاں کرتے ہیں اور ان کو عادت پڑ جاتی ہے، وہ دین میں بھی پھر ایسی شوخیوں اور چالاکیوں سے کام لیتے رہتے ہیں۔ اور اس کے نتیجہ میں بعض دفعہ ان شوخیوں کی تیزی خود ان کے نفس کو ہلاک کر دیتی ہے اس لئے وقف کا معاملہ بہت اہم ہے۔ واقفین بچوں کو یہ سمجھائیں کہ خدا کے ساتھ ایک عہد ہے جو ہم نے تو بڑے خلوص کے ساتھ کیا ہے لیکن اگر تم اس بات کے متحمل نہیں ہو تو تمہیں اجازت ہے کہ تم واپس چلے جاؤ۔ ایک گیٹ اور بھی آئے گا جب یہ بچے بلوغت کے قریب پہنچ رہے ہونگے۔ اس وقت دوبارہ جماعت ان سے پوچھے گی کہ وقف میں رہنا چاہتے ہو یا نہیں چاہتے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ فروری ۱۹۸۹ء)

امام الکلام

"چاہیئے کہ تمہاری مجلسوں میں کوئی ناپاکی اور ٹھٹھہ اور ہنسی کا مشغلہ نہ ہو اور نیک دل اور پاک طبع اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلو اور یاد رکھو کہ ہر ایک شر مقابلہ کے لائق نہیں ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ اکثر اوقات عفو اور درگزر کی عادت ڈالو اور صبر اور حلم سے کام لو اور کسی پر ناجائز طریق سے حملہ نہ کرو اور جذبات نفس کو دبائے رکھو۔ اور اگر کوئی بحث کرو یا کوئی مذہبی گفتگو ہو تو نرم الفاظ اور مہذبانہ طریق سے کرو اور اگر کوئی جہالت سے پیش آئے تو سلام کہہ کر ایسی مجلس سے جلد اٹھ جاؤ۔ اگر تم ستائے جاؤ اور گالیاں دیئے جاؤ اور تمہارے حق میں بڑے بڑے لفظ کہے جائیں تو ہوشیار رہو کہ سفاہت کا سفاہت کے ساتھ مقابلہ نہ ہو، ورنہ تم بھی ویسے ہی ٹھہرو گے جیسا کہ وہ ہیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بنادے کہ تم تمام دنیا کے لئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو۔ سو اپنے درمیان سے ایسے شخص کو جلد نکالو جو بدی اور شرارت اور فتنہ انگیزی اور بد نفسی کا نمونہ ہے۔ جو شخص ہماری جماعت میں غربت اور نیکی اور پرہیزگاری اور حلم اور نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے ساتھ نہیں رہ سکتا وہ جلد ہم سے جدا ہو جاوے کیونکہ ہمارا خدا نہیں چاہتا کہ ایسا شخص ہم میں رہے"۔

(تبلیغ رسالت جلد ہفتم صفحہ ۴۴)

کلام الامام

"میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنے اندر یہ ملکہ پیدا کریں۔ کہ جب بھی وہ کوئی کام کریں، اس حیثیت سے نہ کریں کہ مثلاً اللہ دتا یا عبداللہ یا شکر اللہ یہ کام کر رہا ہے بلکہ جب بھی وہ کوئی کام کرنے لگیں اس وقت سوچیں اور غور کریں کہ اگر محمد رسول اللہ ﷺ میری جگہ ہوتے تو کیا وہ وہی کام کرتے جو میں کر رہا ہوں۔ آخر خدا ہم سے کیا مطالبہ کرتا ہے! وہ ہم سے یہی مطالبہ کرتا ہے کہ ہم محمد رسول اللہ ﷺ کے اخلاق اور آپ ﷺ کی عادات کی پوری پوری نقل کریں اور وہی کام کریں جو آپ ﷺ نے کئے۔

پس ہر کام کرتے وقت اپنے دل سے یہ سوال کر لیا کرو کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں آیا یہ رسول کریم ﷺ کی تعلیم اور آپ ﷺ کے نمونہ کے مطابق ہے؟ اور اگر اس وقت میری جگہ رسول کریم ﷺ ہوتے تو کیا وہ یہی کام کرتے! پھر تم خود بخود محسوس کرو گے کہ تمہارے دل میں اپنے افعال پر کتنی ندامت اور شرمندگی پیدا ہوتی ہے۔ ایک شخص تم سے کوئی بات کہتا ہے اور تم غصہ میں اسے ماں یا بہن کی گالی دے دیتے ہو۔ اگر گالی دیتے وقت تم یہ سوچو کہ اگر محمد رسول اللہ ﷺ میری جگہ ہوتے تو کیا وہ یہ گالی ان کے منہ سے نکل سکتی تھی۔ تو یقیناً تمہارے دل میں ندامت پیدا ہو گی۔ اس وقت تمہیں اس بات کا احساس ہو گا کہ میں محمد رسول اللہ ﷺ جیسا نہیں۔ اگر میں اسی حالت میں مر گیا تو قیامت کے دن محمد رسول اللہ ﷺ میرے متعلق اللہ تعالیٰ سے یہ نہیں کہہ سکیں گے کہ یہ بھی میرے جیسا ہے۔ اسے جنت میں داخل کر دیا جائے۔"

(اسوہ حسنہ صفحہ ۱۳۴-۱۳۳)

عربی منظوم کلام

یَا قَلْبِیَ اذْکُرْ أَحْمَدَا عَیْنَ الْهُدٰی مُفْنِی الْعِدَا

اے میرے دل احمدؐ کا ذکر کر۔ جو ہدایت کا سرچشمہ اور دشمنوں کو فنا کرنے والا ہے

بَرًّا کَرِیْمًا مُّحْسِنًا بَحْرَ الْعَطَایَا وَالْجَدَا

جو نیک ہے، کریم ہے اور محسن ہے۔ احسانات اور سخاوت کا سمندر ہے

بَدْرٌ مُّنِیْرٌ زَاهِرٌ فِیْ کُلِّ وَصْفٍ حُمِّدَا

چودھویں کا چاند ہے نورانی ہے۔ روشن ہے۔ ہر بات میں اس کی تعریف کی گئی ہے

اِحْسَانُهٗ یُصْبِی الْقُلُوْبَ وَحُسْنُهٗ یُرْوِی الصَّدَا

اس کا احسان دلوں کو مائل کرتا ہے اور اس کا حسن پیاس کو بجھاتا ہے

اَلظَّالِمُوْنَ بِظُلْمِهِمْ قَدْ کَذَّبُوْهُ تَمَرُّدًا

ظالموں نے اپنے ظلم کی وجہ سے اس کو سرکشی سے جھٹلایا

وَالْحَقُّ لَا یَسَعُ الْوَرٰی إِنْکَارُهٗ لَمَّا بَدَا

اور حق (ایسی چیز ہے) کہ ممکن نہیں مخلوقات اس کا انکار کرے جبکہ وہ (حق) ظاہر ہو

اُطْلُبْ نَظِیْرَ کَمَالِهٖ فَسَتَنْدَمُ مِنْ مُلَدَّدَا

(اگر) اس کے کمالات کا مثیل طلب کرے تو تو حیران و سرگردان ہو کر نادم ہوگا۔

(درثمین عربی مترجم ص۱۳)

فارسی منظوم کلام

عاقبت ایں رائے زشت و بد خیال کرد ایشاں را عجب کور و کرے

آخر کار اس بُری رائے اور بُرے خیال نے ان کو عجیب طرح کا اندھا اور بہرہ بنا دیا ہے

نے سرِ تحقیق دارند و ثبوت نے زنند از صدق ہا بر معبرے

نہ تو ان کو تحقیق اور ثبوت سے کوئی غرض ہے نہ وہ سچے دل سے کشتی پر چڑھتے ہیں۔

نے دوائے را شناسند از اثر نے درختے را شناسند از برے

نہ وہ دوا کو اس کے اثر سے شناخت کرتے ہیں نہ وہ درخت کو اس کے پھل سے پہچانتے ہیں

نے زکس پُرسند از رُوئے نیاز نے بصرفِ فکرِ خود متفکرے

نہ خاکساری سے کسی اور سے پوچھتے ہیں اور نہ خود اپنے فکر سے کام لیتے ہیں۔

نے بدِل پروائے ایں تفتیش ہا کز ہمہ دیں ہا، کدا میں بہترے

نہ دل میں اس تحقیق کی پرواہ رکھتے ہیں کہ سب دینوں سے کون سا دین بہتر ہے

بریکے مائل عدوّ صد ہزار فارغ از فرقِ اقلّ و اکثرے

صرف ایک (دین) پر مائل اور لاکھوں کے مخالف ہیں، قلت اور کثرت میں فرق سے بے فکر ہیں

نے بدل خوفِ خدائے کردگار نے بخاطر بیم روزِ محشرے

نہ دل میں خدا کا خوف ہے نہ قیامت کا ڈر!

(درثمین فارسی مترجم صفحہ ۲۰-۲۱)

کینیڈا میں خانہ خُدا کی تعمیر

محترم منصور احمد صاحب (بی۔ٹی) ومبلڈن۔ لندن

ہمارے جلسہ سالانہ (برطانیہ) کے کامیاب اختتام پر جب معزز مہمان اپنے اپنے وطن اور ملک واپس تشریف لے جا رہے تھے۔ اور ہم بھر پور جذبات محبت اور اشکبار آنکھوں سے انہیں رخصت کر رہے تھے۔ تو دل و دماغ اسلامی اخوت اور برادری کا سہانا نقش عیاں ہو رہا تھا۔ مصافحہ اور معانقے ہو رہے ہیں۔ اور جذبات ہیں کہ امڈ امڈ آ رہے ہیں۔ بس ایک ایسے ہی جذباتی موقع پر جب مربی جماعت احمدیہ کینیڈا مکرم محترم جناب نسیم مہدی صاحب سے شرف معانقہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ تو انہوں نے کمال شفقت اور محبت سے بلکہ تقریباً عالم محویت میں خاکسار کو کینیڈا آنے کی دعوت دی۔ اور فرمایا کہ ''ہمارے جلسہ پر بھی آئیں بلکہ ضرور آئیں۔ کیونکہ اس دفعہ جلسہ سالانہ کے موقع پر کینیڈا کی بیت الذکر کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمائینگے'' مہدی صاحب کی دعوت کیا تھی۔ خلوص دل سے نکلی ہوئی آواز تھی۔ جو میری رگ و پے میں سما گئی۔ اور میں نے اسی لحہ یہ تہیہ کر لیا۔ کہ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق اور اس کے فضل پر بھروسہ کرتے ہوئے خاکسار بھی اس تاریخی موقع پر حاضر ہو گا۔ اور پھر اس نادر اور مبارک تقریب میں شمولیت کے لئے دعاؤں کا سلسلہ قائم رہا پھر اس ارحم الراحمین نے بھی کچھ ایسا فضل فرمایا۔ کہ عاصی کی پکار کو سنا اور محض اپنے فضل سے اور کرم سے ایسے سامان میسر فرمائے کہ نہ صرف مجھے بلکہ میری اہلیہ محترمہ متین احمد صاحبہ کو بھی اس تقریب سعید میں شمولیت کی توفیق ملی۔

بیت الذکر احمدیہ کینیڈا کی افتتاحی تقریب بروز جمعۃ المبارک مورخہ ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۹۲ء مقرر تھی۔ چنانچہ ہم دونوں میاں بیوی بروز جمعرات ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۹۲ء کو بذریعہ ائیر کینیڈا روانہ ہو کر اسی شام ٹورنٹو کے ہوائی مستقر پہنچے۔ شام کا سہانہ وقت تھا گو سردی لندن سے قدرے زیادہ تھی۔ مگر فضا خوشگوار تھی۔ پہلا خوش کن واقع تو اس وقت ہوا۔ جب ہم متعلقہ افسر کو اپنی ضروری دستاویزات دکھا رہے تھے۔ تو انہوں نے ہم سے سوال کیا۔ کہ ''کینیڈا آنے کی غرض و غایت کیا ہے؟'' میں نے بغیر کسی تامل اور تاخیر کے جواب دیا کہ ''جماعت احمدیہ کینیڈا کی تعمیر کردہ نئی البیت کی افتتاحی تقاریب

میں شمولیت کی غرض سے" تو انہوں نے بغیر کسی مزید استفسار کے ہمارے پاسپورٹ پر "اجازتی مہر" ثبت کردی۔ اور ہمیں یوں محسوس ہوا کہ جیسے اس افسر کو اس کے بارے میں معلوم ہے۔ اور ہمارا یہ تاثر صحیح ثابت ہوا جب اگلے روز یہ عقدہ حل ہوا۔ کہ مکرم مہدی صاحب کینیڈین ٹیلی ویژن پر سلسلہ عالیہ احمدیہ اور اس کی مساعی جمیلہ کے بارے میں بہت سی معلومات پہنچا چکے ہیں۔ عین ممکن ہے کہ اس سرکاری افسر کو بھی اس کا علم ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔

دوسرا خوش کن پہلو یہ ہوا کہ جونہی ہم ائرپورٹ کے احاطہ سے باہر نکلے تو سب سے پہلے ایک ایسی ویگن پر نظر پڑی جس پر اردو میں تحریر تھا۔ "احمدیہ جلسہ سالانہ" چنانچہ میں اس ویگن کے قریب گیا تو ایک نہایت چست اور توانا نوجوان کار سے باہر آئے۔ اور بعد از سلام ہم سے پوچھا۔ کہ کیا آپ نے البیت جانا ہے" جس پر میں نے عرض کیا کہ "حاضر تو اسی غرض سے ہوئے ہیں۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔ میرے ایک عزیز کا انتظار ہے۔ جو ہمیں لینے کے لئے تشریف لانے والے ہیں تو اس نوجوان نے کہا کہ اگر وہ نہ آسکیں۔ تو ہمارے ساتھ البیت چلیں۔ میں نے کہا کہ پھر آپ کی پیشکش سے پورا پورا فائدہ اٹھایا جائیگا"۔ ابھی گفتگو کر ہی رہے تھے کہ ہمارے وہ بزرگ اور واجب الاحترام بھائی مرزا انعام الحق صاحب بنفس نفیس ہماری پیشوائی کے لئے تشریف لائے۔ میں نے اس نوجوان کا دوبارہ شکریہ ادا کیا۔ اور خود مکرم برادرم مرزا صاحب کی راہنمائی میں ان کے دولت کدہ۔ رجمنڈہل کے لئے روانہ ہوگئے۔ ائرپورٹ اور ان کی قیام گاہ میں خاصا فاصلہ تھا۔ مگر اس کا یہ فائدہ ہوا۔ کہ مکرم محترم نے ہمیں جلسہ سالانہ اور اس کے پروگرام کے بارے میں تفصیلی معلومات بہم پہنچادیں۔ جو ہمارے قیام کینیڈا میں بہت مفید اور مشعل راہ ثابت ہوئیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

گھر پہنچنے پر ہماری بھابھی جان بیگم مرزا صاحب اور ان کی پیاری صاحبزادی نے پرجوش خیر مقدم کیا اور حقیقت یہ ہے کہ ان کے اس والہانہ استقبال نے لمبے سفر کی تمام تر تھکان کافور کر دی۔ اور لندن ٹورنٹو کا فاصلہ بے معنی ثابت ہوا۔ گئی رات تک مختلف موضوعات پر گپ شپ ہوتی رہی۔ خصوصاً خواتین کی گفتگو ختم ہونے ہی نہ آتی تھی۔ حتی کہ مکرم برادرم کو احساس ہوا کہ ہم لوگ سفر اور وقت کے فرق کی وجہ سے تھک گئے ہونگے۔ اس لئے ایک نہایت آرام دہ اور گرم کمرہ ہمیں "الاٹ" کر دیا گیا۔

اگلی صبح ناشتہ وغیرہ سے فراغت کے بعد جمعہ کی تیاری شروع کر دی گئی۔ جس کی وجہ مکرم نسیم

مہدی صاحب کا اعلان تھا کہ بیت الذکر کے اندر صرف ایک ہزار مرد اور ایک ہزار خواتین کی گنجائش ہے۔ اور جو پہلے آئے گا اسے بیت کے اندر اور بعد میں آنے والوں کو "مار کی" میں جگہ ملے گی ہم سب بھی جلد از جلد بیت پہنچنا چاہتے تھے۔ یقیناً ہر احمدی گھرانے میں کچھ ایسی ہی عجلت کا سماں ہو گا۔ بہر حال ہم اپنے زعم میں بہت جلد گھر سے جمعہ کے لئے روانہ ہوئے۔ نماز جمعہ جس کا وقت دوپہر کے ڈیڑھ بجے کا تھا۔ اس سے قریباً دو گھنٹہ قبل مشن ہاؤس پہنچ گئے۔ مشن ہاؤس کا وسیع احاطہ غالباً ۲۸ ایکڑ زمین پر حاوی ہے۔ جو کہ کینیڈا کے بہت عمدہ اور میدانی علاقہ میں واقع ہے۔ دور سے ہی جب سورج کی سنہری کرنیں بیت کے چاندی جیسے چمکتے گنبد پر چمکتی دیکھیں تو آنکھوں میں سرور اور دل میں ٹھنڈک محسوس کی۔ اور دل سے دعائیں نکلیں خدا تعالیٰ کے فضلوں کا ورد کرتے ہوئے جب ہم بیت الذکر میں پہنچے۔ تو ہمارے تمام اندازے غلط ثابت ہوئے۔ اور بیت الذکر کے اندر کا حصہ نمازیوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اور آخری صحن بھی قریب قریب پوری ہو گئی تھی۔ لیکن بفضل تعالیٰ ہمیں بیت الذکر کے اندر جگہ مل گئی۔ خاکسار نے توشکرانے کے نفل ادا کئے۔ اور پھر جو اس خوبصورت بیت الذکر کو قدرے غور سے دیکھا۔ تو وجد سا طاری ہو گیا۔ ایسی دلفریب ایسی خوبصورت اور پھر نمازی بھی وہ جن کے دل حمد باری تعالیٰ اور زبان سے درود شریف کے کلمات مبارکہ جاری تھے۔ اتنا پارسا ماحول تھا۔ جسے سپرد قرطاس کرنا مجھ جیسے عاجز انسان کے بس کی بات نہ تھی۔ عالم تصور میں زمانہ حال سے ماضی میں پہنچا۔ اور مجھے خیال آیا کہ کہاں قادیان اور کہاں ٹورنٹو ایک وہ وقت تھا کہ میرے آقا حضرت مسیح موعود........ قادیان کی گمنام سی بستی میں اس حالت میں تھے کہ بقول خود "کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیان کدھر" اور آج یہ عالم ہے کہ ٹورنٹو جیسے دور دراز شہر میں غلامان احمد "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" جیسی عظیم الشان پیشگوئی اور آسمانی آواز کے پورا ہونے کی عملی شہادت دے رہے تھے۔ ابھی میں اسی محویت کے عالم میں تھا۔ کہ موذن کی آواز بلند نے یہ اعلان کیا کہ

اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر

اور پھر اس بیت الذکر سے بلند ہونے والی آواز نہ صرف شمالی امریکہ بلکہ پانچوں براعظموں میں بیک وقت پہنچ رہی تھی۔ میرے پیارے آقا حضرت خلیفہ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قرآن پاک کی تلاوت شروع کی حضور اقدس کا مطہر و پاک چہرہ، منور و تابناک رخ مبارک، مترنم آواز اور پھر ادائیگی کلام ربانی۔ الغرض کیا سماں تھا۔ نور ہی نور۔ ایک وجد تھا کہ طاری تھا۔ اور پھر جب میرے

پیارے آقا نے باری تعالیٰ کی حمد بیان کرنا شروع کی۔ تو ہون سال دل تھا۔ جو مسحور نہ تھا حضور خود بھی خوش، بہت خوش تھے۔ اور نورانی چہرے سے مسرت عیاں تھی۔ حضور اقدس کی آواز بھی جذبات مسرت و تشکر سے بھاری ہو ہو جاتی تھی۔ بس اس طرح خدا تعالیٰ کی حمد کے ترانے گاتے ہوئے اس کے رسول حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہوئے اور خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدات شکر بجالاتے ہوئے۔ "بیت الذکر" کا افتتاح ہوا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

پہلے دن کے دوسرے اجلاس کا آغاز حضرت مسیح موعود....... کے پوتے حضرت مرزا مظفر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ امریکہ کی صدارت شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود....... کے پاکیزہ منظوم کلام کے بعد امیر و مربی سلسلہ برائے کینیڈا مکرم نسیم مہدی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں اس بیت الذکر کے پس منظر اور تکمیل، جماعت احمدیہ کینیڈا کے احباب کی قربانیوں پر روح پرور خطاب کیا۔ جوں جوں وہ بعض چنیدہ قربانیوں کے بارے میں بیان کرتے جاتے تھے۔ توں توں تاریخ اسلام کے اوائل کے واقعات اور قربانیاں تازہ ہو ہو جارہی تھیں کیسی شاندار اور قابل تقلید قربانیاں تھیں۔ جو احباب جماعت کینیڈا نے پیش کیں۔ جو لوگ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی قربانیوں کی تاریخ سے واقف نہیں۔ ان کے لئے یہ خواب کی ہی باتیں ہوں گی اور وہ یہ باور ہی نہیں کر سکتے کہ آج کل کے مادی دور میں کچھ بندگان خدا ایسے بھی ہیں جو اب بھی ماضی کی یاد تازہ کر رہے ہیں۔ ان بندگان خدا اور عشاقان احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بوڑھے بھی جوان بھی مستورات بھی اور طفل بھی الغرض ہر کس و ناقص شامل ہے۔ ہر ایک احمدی نے تکمیل میں کسی نہ کسی رنگ میں خدمت کی توفیق پاتا رہا۔ مکرم مہدی صاحب کو جو دقت پیش آرہی تھی۔ وہ یہ تھی کہ کسی واقعہ کا ذکر کریں اور کس واقعہ کا نہ کریں اور بار بار وہ اپنی تقریر میں اس حقیقیت کا اعتراف کر رہے تھے کہ وقت کی تنگی اور دیگر پروگرام کی تکمیل کی وجہ سے وہ ان قربانیوں کا کماحقہ حق ادا نہیں کر پا رہے۔ یوں تو ہر قربانی پر دل عش عش کرتا تھا۔ مگر ایک ایسا واقعہ بھی سنایا گیا۔ جس نے میری طبیعت پر بہت گہرا اثر چھوڑا۔ اور اس کے دوہرائے بغیر میں رہ نہیں سکتا۔ مہدی صاحب فرماتے تھے کہ چندہ تعمیر البیت کے لئے وہ گھر گھر گئے۔ اور کسی نے انہیں مایوس نہ لوٹنے دیا۔ مگر ایک صاحب جس کا نام بتانے سے ان کو منع کر دیا گیا۔ یعنی وہ صاحب اپنا نام ظاہر کر کے اس بے مثال قربانی کو عام کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے مبلغ ایک لاکھ کینیڈین ڈالر کا وعدہ کیا ہوا تھا۔ لیکن وقت

گزرتا گیا مگر وہ اپنے وعدہ کا کچھ بھی ادا نہ کر پا رہے تھے۔ ادھر البیت کی تکمیل کے سلسلے میں مہدی صاحب کو اخراجات چکانے کے لئے رقم کی ضرورت تھی۔ تو انہوں نے ان صاحب کو وعدہ ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اور وہ صاحب اب اپنی ریٹائرمنٹ کی عمر کو پہنچ رہے تھے۔ اور گھر میں کچھ رقم نہ تھی۔ کریں تو کیا کریں۔ عقل اور عشق میں کشمکش چل پڑی اور آخر عشق نے ایک ہی جست میں عقل کو مات دے دی۔ ہوا یوں کہ ان کو خیال آیا۔ کہ آخر میرا مکان کس روز کام آئیگا۔ پھر اس خیال سے کہ میں اپنی اہلیہ سے بھی مشورہ کر لوں۔ ایسا نہ ہو کہ بڑھاپے میں لینے کے دینے پڑ جاویں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی تجویز اپنی بیگم صاحبہ کے سامنے قدرے تامل سے پیش کی۔ وہ اس احمدی خاتون کو عقل کے ترازو میں تول رہے تھے۔ مگر خدا کی شان کہ اس خدا کی بندی نے اپنے خاوند کو بلا تامل کہا۔ کہ مجھ سے مشورہ لینے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ اچھا ہوتا کہ آپ مجھے یہ خبر سناتے کہ بیگم! میں گھر بیچ کر اپنا وعدہ پورا کر آیا ہوں۔ ہماری البیت کو آج رقم کی ضرورت ہے۔ آپ فوراً گھر بیچ دیں اور مہدی صاحب کو پوری رقم ادا کر کے پھر گھر آئیں۔ اللہ اللہ کیا شان بے نیازی ہے۔ مہدی صاحب فرماتے ہیں کہ "ان صاحب نے ایسا ہی کیا۔ اور گھر بیچ کر پورے ایک لاکھ ڈالر مجھے دینے کے لئے تشریف لائے۔ میں نے ان سے عرض کی کہ یہ آپ کی آخری عمر کی پونجی ہے۔ میں اتنی گراں قدر رقم لیتے ہوئے تذبذب محسوس کر رہا ہوں۔ مگر وہ مصر رہے کہ آپ یہ رقم ضرور لیں ہماری فکر نہ کریں" تب مجھے خیال آیا کہ میں ان کی بیگم صاحبہ کو بتا دوں۔ کہ یہ معاملہ ہے۔ چنانچہ جب میں نے ان کو فون کیا۔ تو محترمہ بیگم صاحبہ اپنے خاوند سے بھی تقویٰ و طہارت میں آگے بڑھی ہوئی معلوم ہوتی تھیں۔ کیونکہ محترمہ نے مہدی صاحب کو جو جواب دیا۔ وہ سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے۔ وہ فرمانے لگیں۔

"مہدی صاحب! آپ ہمارے بڑھاپے پر نظر نہ ڈالیں۔ یہ ہم دونوں کا متفقہ فیصلہ ہے۔ باقی رہا کہ ہمارا کیا ہوگا؟ تو جس خدا کے گھر کی تعمیر میں حصہ لینے کی سعادت ہمیں مل رہی ہے۔ وہ خدا ہمیں بے گھر نہیں کریگا۔ وہ خدا ہمارا خود کفیل ہوگا۔ آپ بلا تامل یہ نذرانہ قبول فرما دیں"

مہدی صاحب فرمانے لگے۔ کہ ان کا جواب سن کے مجھے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وہ قربانی یاد آ گئی۔ جب انہوں نے اپنا سب کچھ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں ڈال دیا۔ جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ "ابوبکر! گھر میں کیا چھوڑ کر آئے ہو" تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے یہ جواب دیا کہ "صدیق کے لئے خدا کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بس" اور پھر مہدی صاحب نے وہ گرانقدر رقم

وصول کرلی۔ اور ان صاحب نے یوں محسوس کیا کہ "خزانہ لٹا کر مراد پالی" الغرض تقریر کیا تھی۔ جس کا ایک ایک واقعہ روح پرور۔ جس کا ایک ایک لفظ سنہری حروف سے لکھنے کے قابل تھا۔

اگر ایک طرف مالی قربانیوں کی سنہری داستان تھی۔ تو دوسری طرف نگاہ پڑتی تو ہر شخص اپنے اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوشاں نظر آتا۔ سردی کی شدت کے باوجود خدام الاحمدیہ کے نوجوان موسم کے بد اثرات سے بے نیاز ہو کر دوڑ بھاگ کر رہے ہیں۔ خواہ وہ کاریں پارک کروانے کا فرض ہو۔ یا ضیافت کے فرائض رجسٹریشن ہو یا دیگر اور تمام کام ایسی خوش اسلوبی سے طے پا رہے تھے۔ کہ دیکھ دیکھ کر رشک آتا۔ اور دل سے دعائیں نکلتی تھیں۔ اس طرح خوشگوار یادوں کا خزانہ لئے ہم دونوں میاں بیوی جلسہ سالانہ کے اختتام کے فوراً بعد اسی روز لندن واپس پہنچے اور اب اس خیال سے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے۔ محض اپنے کرم سے ہمیں بھی اس تاریخی اور شاندار تقریب میں حصّہ لینے کی توفیق بخشی۔

مطالبات تحریک جدید کا خلاصہ

سیدنا حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں۔

"ان مطالبات کا خلاصہ چار باتیں ہیں۔

اول جماعت کے افراد میں عملی زندگی پیدا کرنا خصوصاً نوجوانوں کے اندر بیداری اور عملی جوش پیدا کرنا۔

دوسرے جماعتی کاموں کی بنیاد بجائے مالی بوجھ کے ذاتی قربانیوں پر زیادہ رکھنا۔

تیسرے جماعت میں ایک ایسا فنڈ تحریک جدید کا قائم کر دینا جس کے نتیجہ میں دعوت الی اللہ کے کام میں مالی پریشانیاں روک پیدا نہ کریں۔

چوتھے جماعت کو دعوت الی اللہ کے کاموں کی طرف پہلے سے زیادہ توجہ دلانا"۔

(رپورٹ مجلس مشاورت اپریل ۱۹۳۹ء ص ۳)

وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ

آدابِ معاشرہ

محترم میجر سعید احمد صاحب ۔۔۔ ربوہ

اس وقت ساری دنیا میں صحت مند معاشرہ اور معاشرتی عدل کے متعلق نظریاتی جنگ جاری ہے کوئی سوشلزم کا نعرہ لگا رہا ہے تو کوئی کیمونزم کا اور کوئی مغربی معاشرہ اور طرز زندگی کو ہی انسان کی نجات کا ذریعہ ثابت کرنے کی کوشش میں ہے۔ لیکن ان نظریات میں سے کوئی بھی انسانی تسکین اور طمانیت کا باعث نہیں بن سکتا۔ نہ بن سکتا ہے یہ مقصد صرف دینی تعلیم پر عمل کرنے سے ہی حاصل ہو سکتا ہے کیونکہ دین حق ایک ایسا جامع اور عالمگیر مذہب ہے جو کسی خاص قوم، ملک یا رنگ و نسل کا مذہب نہیں ہے۔ یہ تمام بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے نازل ہوا۔ لہٰذا دینی معاشرہ کسی خاص قوم یا خاص رنگ کے افراد پر مشتمل نہیں ہوگا۔ بلکہ سوسائٹی کے ہر فرد اور ہر متنفس کے متعلق اس نے ہمیں تفصیلی ہدایات دیں کہ جن پر عمل کی صورت میں اس دنیائے آب و گل میں ہی جنت کی فضائیں بس سکتی ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی معاشرے کو انسانی جسم کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ فرمایا کہ تمام مومن ایک جسم کی طرح ہیں۔ اگر جسم کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا عضو بھی تکلیف کی حالت میں ہو تو سارا جسم اس تکلیف یا بخار میں شریک ہوتا ہے۔ اس حدیث نبویؐ پر غور کرنے سے ہمیں آداب معاشرت کا ایک بھرپور خزانہ نظر آتا ہے۔ انسانی جسم میں اللہ تعالیٰ نے کئی قسم کے نظام جاری فرمائے ہوئے ہیں۔ اعصابی نظام کے لحاظ سے اعضاء انسانی میں جو باہمی سلوک پایا جاتا ہے وہی سلوک معاشرہ انسانی کے جسم میں پایا جانا ضروری ہے۔ مثلاً انسانی جسم کے سردار دل و دماغ ہیں۔ ہر حکم وہاں سے صادر ہوتا ہے۔ اس حکم کے بغیر کوئی عضو حرکت نہیں کر سکتا اور اگر کرے تو وہ انسان مفلوج قرار دیا جائے گا۔ جسم کے چھوٹے سے چھوٹے عضو کو اگر کوئی تکلیف پہنچے اس کی فوری اطلاع دماغ کو جاتی ہے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے انگلی میں درد ہو رہا ہے مگر درد دماغ کا سنٹر محسوس کر رہا ہے۔ چنانچہ اس انگلی سے دماغ کے سنٹر تک پہنچنے والے اعصاب کو کالعدم کر دیا جائے تو درد ختم ہو جائے گا۔ بعینہ یہی نظام انسانی معاشرے میں بھی پایا جاتا ہے۔ جس کو نظام اطاعت کہتے ہیں اور جس کا ذکر اس آیت کریمہ میں ہے **اطیعو اللہ واطیعو الرسول واولی الا مر منکم۔** جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی اطاعت کے بعد رسول اور اولی الامر کی اطاعت نمایاں امر ہے۔ اطاعت کا لفظ طوع سے نکلا ہے۔ جس کے معنی پسندیدگی کے ہیں۔ اطاعت کے معنی

یہ ہیں کہ معاشرے کا ہر فرد اپنی خوشی اور مرضی سے یہ فیصلہ کرے کہ میں نے اللہ اور رسول اور اولی الامر کے حکم پر عمل کرنا ہے خواہ ذاتی طور پر مجھے دکھ ہی کیوں نہ پہنچے۔ مثلاً دشمن زید پر تلوار سے حملہ کرتا ہے زید کا دماغ ہاتھ کو حکم دیتا ہے کہ فوراً میرے سامنے آجا۔ خود کٹ جا اور باقی جسم کو بچا۔ اور زید کا ہاتھ بڑی خوشی سے بغیر کسی چون وچراں دماغ کی اطاعت کرتا ہے اور جسم کی حفاظت کرتا ہے اور خود کٹ جاتا ہے جہاں تک اللہ اور رسول کا حکم ہے وہاں تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ہمیں کوئی غلط حکم دیا جائے گا جبکہ عام معاشرہ میں اس کا امکان موجود ہے۔

دینی معاشرے میں افراد کے مقام اور مرتبہ کا فرق مسلم ہے۔ جیسے انسانی جسم میں اعضاء کی اہمیت کا فرق ہے۔ جیسے دل اور دماغ کی تکلیف میں انسان پہلے اس کی تکلیف کی پرواہ کرے گا اور انگلی کی تکلیف کی پرواہ نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعد والدین کے حق کا حکم صادر فرمایا ہے۔ جیسے کہ فرمایا **وقضی ربک الا تعبدو الا اياه وبالوالدین احسانا**" کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرما دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی پرستش نہ کرو۔ اس کے بعد دوسرا فیصلہ یہ فرمایا کہ والدین سے احسان کرو۔ اس جگہ احسان اپنے معروف معنی میں استعمال نہیں ہوا اور نہ کوئی انسان احسان کے معروف معنوں میں اپنے والدین پر احسان کر سکتا ہے۔ احسان کے عام معروف معنی یہ ہیں کہ کسی کے حسن سلوک سے بڑھ کر اس کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔

پس والدین سے احسان کے معنی یہ ہیں کہ ان کی اطاعت اور خدمت میں ممکن حد تک حسن پیدا کرو کہ اس کو یاد رکھے۔ ایسے نمونے ہمیں انبیاء کی اولاد میں نظر آتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والدین کی ایسی خدمت کی کہ اللہ تعالیٰ نے اس خدمت کو ہمیشہ ہمیش کے لئے قرآن کریم میں زندہ جاوید کر دیا مثلاً حضرت عیسیٰ کے بارہ میں فرمایا **برا بوالدتی** کہ میں اپنی والدہ سے انتہائی شفقت کرنے والا ہوں۔ حضرت یحیٰ کے بارہ میں فرمایا **برا بوالديه** کہ وہ اپنے (دونوں) والدین سے انتہائی شفقت سے پیش آتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے دو پاک بندوں کی صفات کا قرآن کریم میں ذکر فرمایا ہے اس سے ظاہر ہے کہ اسلامی معاشرتی آداب میں والدین کی اطاعت اور خدمت کا کس قدر بلند حکم ہے۔

جسم انسانی کو ہم دیکھتے ہیں کہ اس اعصابی نظام کے تحت ہی کسی ایک عضو کی تکلیف کو سارا جسم ہی محسوس کرتا ہے۔ یہی حال دینی معاشرہ میں پایا جاتا ہے کہ کسی ایک فرد بشر کا دکھ اور تکلیف سارے معاشرے کے افراد کو ہوتا ہے اور سب اس دکھ اور درد میں شریک ہوتے ہیں۔ بھائیوں سے بڑھ کر آپس میں ایک دوسرے سے محبت و الفت کرتے ہیں۔ کجا یہ کہ ایک دوسرے کے دکھ اور درد کے درپے ہوں۔ اور ایک دوسرے پر ظلم کریں۔ اس لئے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا کی قسم وہ ہرگز مومن نہیں۔ خدا کی قسم وہ ہرگز مومن نہیں۔ خدا کی قسم وہ ہرگز مومن نہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ وہ کون! یا رسولؐ اللہ! آپ نے فرمایا وہ شخص ہرگز مومن نہیں جس کا ہمسایہ اس کے شر سے امن میں نہ ہو۔ دینی معاشرہ کے آداب میں نمایاں امر یہ ہے کہ معاشرے کے افراد ایک دوسرے کے ساتھ ایسا روحانی تعلق اور محبت محسوس کریں جو جسمانی بھائی چارے سے کہیں بڑھ کر ہو۔ اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرائیل اس تواتر کے ساتھ مجھے ہمسائے کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تاکید کرتے رہے کہ میں نے خیال کیا کہ شاید ہمسایہ کو وارث ہی نہ قرار دے دیں۔ جہاں تک ہمسائیگی کے آداب کا تعلق ہے ان کی طرف صرف یہ ایک اشارہ کر دیا گیا ہے۔ ورنہ احکام نبویؐ میں بڑی تفاصیل کا ذکر ہے۔ حدیث نبویؐ میں آتا ہے کہ راستے میں کوئی چیز راہ گذرنے والوں کے لئے تکلیف دیتی تھی۔ ایک مسلمان نے کہا میں اس چیز کو ہٹا کر ہی دم لوں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہوں کو بخش دیا اور اس کی مغفرت فرما دی۔

انسان جسم میں ایک Excretion system پایا جاتا ہے جو کہ تمام گند اور فضلات کو جسم سے باہر نکال پھینکتا ہے بول و براز کے ذریعے سے، مساموں کے ذریعے سے اور ہوا کی نالیوں کے ذریعے سے۔ اگر اس نظام میں ذرا سا بھی توقف پیدا ہو جائے تو انسان کی زندگی خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ معاشرتی آداب میں بھی ہمیں یہی حکم دیا گیا ہے کہ کسی غلط بات کو قبول اور برداشت نہیں کرنا بلکہ اس کو اپنے معاشرے سے نکال باہر پھینکنا ہر انسان پر فرض ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر تم میں سے کوئی شخص کسی ناپسندیدہ امر کو دیکھے تو اگر اس کے ہاتھ میں طاقت ہے یا معاشرہ میں جو مقام اختیارات حاصل ہیں اس کے ذریعے سے وہ اس کا تدارک کر سکتا ہے وہ فوراً اس امر کا تدارک کرے۔ لیکن اگر وہ اس امر کی طاقت نہیں رکھتا تو اپنی زبان استعمال کرے زبان میں قلم بھی شامل ہے۔ وہ فوراً متعلقہ افسران کے پاس رپورٹ کرے تا وہ اس کا تدارک کر سکیں۔ اور اگر وہ اپنی اس ایمانی کمزوری یا کسی اور لاچاری کی وجہ سے اس بات سے بھی عاجز ہے کہ متعلقہ افسران کو اس کی رپورٹ بھی کر سکے تو کم از کم دل میں اس بات کو برا منائے۔ قطعاً" اس پر پسندیدگی کا اظہار نہ کرے۔ اور اس تدارک کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے۔ فرمایا۔ یہ یاد رکھنا کہ یہ حالت سب سے کمزور ایمانی حالت ہے۔ اسی طرح سے ہر قسم کی گندگی کو خواہ جسمانی ہو، اخلاقی ہو، خواہ روحانی ہو۔ دور کرنا اعلیٰ معاشرتی آداب میں ایک نمایاں امر ہے۔

دینی معاشرے میں بھائی چارا صرف انسانوں تک محدود نہیں بلکہ جانوروں تک وسیع ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک فاحشہ عورت ساری عمر فواحش میں مشغول رہی۔ اس نے راستے میں ایک کتے کو پیاس سے تڑپتے ہوئے دیکھا۔ اور کسی طرح سے قریب کی ایک باؤلی سے پانی نکالا اور اس کتے کو پلایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس امر کو قبول فرمایا اور اس کے ساری عمر کے گناہوں کو بخش دیا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ دینی معاشرہ کے افرد کو باہم وہی پوزیشن اختیار کرنی چاہیئے اور ایک دوسرے کے ساتھ انہیں آداب کے ساتھ پیش آنا چاہیئے جو انسانی جسم کے اعضاء میں پائے جاتے ہیں۔ قرآن کریم نے اس مضمون کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ انما المومنون اخوۃ کہ مومنوں کا آپس میں تعلق محض بھائی چارے کا تعلق ہے۔ پس آپس میں ایسے معاشرتی آداب اختیار کرو جن سے زیادہ سے زیادہ اصلاح کی صورت پیدا ہو۔ نقائص دور ہوں اور بحیثیت مجموعی ایک خاندان کی طرح سب کو ساتھ لیکر معاشرہ ترقی کرے۔ اور یہی معاشرتی آداب ایک بالا سطح پر جاکر بین الاقوامی آداب بن جاتے ہیں ان کے ذریعے سے تمام اقوام عالم وحدت جمہوری کے دھاگے میں پروئی جاتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے مبعوث فرمایا کہ تمام اقوام عالم کو ایک عالمگیر وحدت میں پرو دیا جائے اور ایک خاندان بنا دے۔ اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح و مہدیؑ کا ایک نام "جمعہ" رکھا ہے جس طرح جمعہ علاقہ کے افراد کو ایک جگہ جمع کر دیتا ہے اسی طرح مسیح و مہدیؑ کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ ساری دنیا کو ایک عالمگیر جمعہ کا نظارہ دکھائے گا۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کر دیتا ہوں کہ دنیا میں میرا کوئی دشمن نہیں ہے میں بنی نوع انسان سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے ایک والدہ مہربان اپنے بچوں سے کرتی ہے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم ہر ایک بدعملی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول"۔ (اربعین ص۲)

"ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے۔ اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھادوں۔ کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں"
(کشتی نوح)

مقدّس کفن

محترم شیخ عبدالقادر صاحب - لاہور

۱۹۹۱ء میں ایک کتاب اپنی خاکستر سے زندہ ہوتا ہے۔ "دی شراوڈ اینڈ دی کنٹرو ورسی"
کے نام سے شائع ہوئی اس میں یہ تحقیق پیش کی گئی کہ مقدس کفن پر کاربن ۱۴ کا ٹیسٹ درست نہیں ہے۔ کاربن کی تحقیق کے بعد چرچ نے مقدس چادر کے متعلق باقاعدہ اعلان کر دیا کہ یہ قرون اولیٰ کی چادر نہیں بلکہ تیرھویں یا چودھویں صدی کا شاہکار ہے۔ علماء مغرب کی دیانتداری ملاحظہ ہو۔ کہ بعض علماء جو کہ چادر کی اصلیّت کے قائل نہیں وہ بھی پکار اٹھے کہ اس چادر پر کاربن ۱۴ کا عمل درست نہیں بیٹھ سکتا کیونکہ یہ چادر ایک عظیم حادثہ سے گزری ہے جس نے اس کی مخفی ہیت کو تبدیل کر دیا۔

ڈاکٹر گوو DR. GOVE نے جو کہ ایک برطانوی ماہر ہیں۔ برطانوی عجائب گھر کو جو اس ٹیسٹ میں شامل تھا ایک سخت خط لکھا۔

"مقدّس چادر کو گرجا میں آگ سے سخت نقصان پہنچا تھا۔ ۳۰۰ ڈگری گرمی میں بھی کپڑے کی ہیت تبدیل ہو جاتی ہے۔ مقدّس چادر تو ۳۹۶۰ ڈگری گرمی کی لپیٹ میں آئی تھی۔ چاندی کا صندوق جس میں چادر محفوظ تھی اور اس کا ریشمی غلاف بھی جل گیا تھا۔ اس طرح چاندی کے بکس اور ریشمی غلاف کے جلنے سے جو غیر مرئی ذرّات یا سالمے MOLECULES پیدا ہوئے ہوں گے۔ وہ مقدّس چادر کے سالموں میں گڈمڈ ہو گئے ہوں گے۔ اس طرح مقدس چادر اپنی اصل حالت میں باقی نہیں رہی ہو گی۔

(THE SHROUND AND THE CONTROVERCY

یہ عجیب بات ہے کہ ڈاکٹر صاحب موصوف چادر کی اصلیّت کے قائل نہیں ہیں۔ لیکن ان کی دیانتداری کا یہ حال ہے کہ وہ اس چادر پر کاربن ۱۴ کے عمل کو بے سود قرار دیتے ہیں۔ اگر یہ اعتراض دوسرے سائنس دان تسلیم کر لیں تو کاربن ۱۴ والا تنازعہ بالکل ختم ہو جاتا ہے۔ کاربن ۱۴ کے علاوہ دوسرے ٹیسٹ (TEST) بتاتے ہیں کہ یہ چادر جعلسازی نہیں ہے۔ بلکہ بالکل اصلی ہے۔ ریڈرز ڈائجسٹ نومبر ۱۹۸۹ء میں ایک مقالہ THE SAGA OF THE SHROUD کے نام سے شائع ہوا ہے۔ اس میں مقالہ نویس لکھتے ہیں۔ اگر چادر اصلی نہیں ہے تو شبیہ کے نقوش کا کیا جواب ہے۔ جس پر کسی موئے قلم کا کوئی نشان نہیں ہے۔ اندریں صورت کفن بدستور ایک مسٹری MYSTERY ہے۔ مصوّر کی قلمکاری کا وہ کونسا فریبِ عمل ہے جس نے چادر میں یہ معجزانہ رنگ بھر دیا۔ جہاں تک

شبیہ والی تصویر کا تعلق ہے۔ اس پر مصور کے برش کی ایک لکیر تک نہیں "۔ الغرض
ریڈیو کاربن ڈیٹنگ ۱۴ کو حتمی قرار دینا حقائق کو جھٹلانا ہے۔ اصل چیز تو شبیہ ہے۔ جس پر مختلف تجربات ہوئے اور اس کے نقوش ان مٹ ثابت ہوئے ہیں۔ امریکی فضائیہ ناسا (NASA) نے بھی تھری ڈائمنشنل فوٹوگرافی کے ذریعہ ثابت کیا ہے کہ چادر والی شبیہ اصلی ہے اور جعلی نہیں۔ اس میں کسی ماہر فن کی قلمکاری کا دخل نہیں ہے۔ اس وضاحت کے بعد مجھے یہ بتانا ہے "ناسا" کے سائنس دان اس امر میں دخل نہیں دیتے کہ ٹیورن میں موجود مقدس کفن کے نقوش بتاتے ہیں کہ "صاحب کفن" مردہ نہیں تھا بلکہ زندہ تھا لیکن بعض دوسرے سائنس دان گہرے مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ "صاحب کفن" گہری بے ہوشی میں ڈوبا ہوا تھا اور دوران خون جاری وساری تھا۔ کفن پر ایک تحقیق کی ابتداء کلیساء کی اجازت سے ۱۹۶۹ء میں ہوئی تھی۔ اس کے نتائج کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے ۱۹۷۶ء کے اوائل میں ایک پریس نوٹ جاری کیا گیا۔ جو یہ تھا۔

"وہ کفن جو مسیح کے جسم پر لپٹا ہوا تھا اس کے متعلق سات سال تحقیق کرنے کے بعد بہت سے سائنس دان اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ کہ مسیح ابھی زندہ تھے کہ انہیں دفن کر دیا گیا۔ ماہرین اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ مقدس کفن جو ٹیورن میں محفوظ ہے، ایک مصلوب کے جسم پر لپٹا ہوا تھا۔ کفن پر موجود خون کے ۲۸ دھبے اس امر کا واضح ثبوت ہے۔ محققین ہمیں یقین دلاتے ہیں کہ مردہ جسم سے اس طریق پر خون نہیں بہہ سکتا"۔

(انڈریاس فابر قیصر کی کتاب (JESUS DIED IN KASHMIR)

قرآن، وحدیث کے بعض اشارات کی مدد سے کفن پر تحقیق اشد ضروری ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کشف میں دیکھا کہ حضرت مسیح ناصری میانہ قد ہیں۔ بخاری شریف میں یہ حدیث موجود ہے۔ دوسرے سائنس دان تو تسلیم نہیں کرتے لیکن ویٹی کفن کے محافظ نوادرات اور تکنیکی ماہر "ریکی" کے اندازے کے مطابق کفن پر جسم کی چھاپ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ صاحب کفن میانہ قد تھا قد پانچ فٹ چار انچ (۱۶۲ سنٹی میٹر) تھا۔ انہوں نے اپنی مفصّل تحقیق جو کہ ۱۸ سال پر مشتمل تھی شائع کروا دی اور اس کا خلاصہ ۲۹ اپریل ۱۹۶۸ء کے NEWS WEEK میں شائع ہو چکا ہے۔ جس میں وہ کہتے ہیں کہ چرچ کے پاس جو تصاویر ہیں وہ لمبے قد کو ظاہر کرتی ہیں۔ حالانکہ میری پیمائش کے مطابق وہ میانہ قد تھے یعنی ان کا قد پانچ فٹ چار انچ تھا۔ ریکی کی پیمائش فرمودہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عین مطابق ہے۔

اسی طرح قرآن حکیم میں ہے کہ حضرت مسیح مصلوب نہیں ہوئے مگر مشابہ بموت حالت میں

تھے۔ اس کے لئے اوپر حوالہ گزر چکا ہے کہ بعض سائنسدانوں نے یہی کیا ہے۔ وہ قوما کی حالت میں تھے۔ فوت نہیں ہوئے تھے۔ اسی طرح قرآن حکیم میں اشارہ ہے کہ حضرت مسیح کو نبوت جب ملی وہ عمر کہولت میں تھے یعنی چالیس کے اوپر ان کی عمر تھی کفن میں جو نقوش ہیں وہ یقیناً کسی ۳۰/۳۳ سال کے بھر پور جوان کے نہیں ہیں۔ بلکہ چالیس کے اوپر کے ہیں۔ اور بعض ماہرین نے کہا ہے کہ بنظر ظاہر ۴۵ سال سے کم کے نقوش ہیں۔ مقدس چادر کے متعلق سائنسدانوں میں شدید اختلافات ہیں۔ اس میں اگر قرآن و حدیث کے بعض اشارات کو حکم سمجھ لیا جائے تو اختلاف ختم ہو جاتے ہیں اور کفن کی اصلیت منظر عام پر آجاتی ہے۔

اب رہ جاتی ہے سب سے ضروری بات کہ کفن میں ایک منفی تصویر کیسے بن گئی۔ یہ ایک نہایت عقدہ لاینحل ہے اور اس پر مختلف نظریات ہیں جن کا ذکر کرٹ برنا کی تصانیف میں موجود ہے اور دوسرے سائنس دانوں نے اسپر اظہار خیال کیا ہے۔ یہ ایک مستقل موضوع ہے اس کو میں چھوڑتا ہوں اور کفن کے متعلق مثبت پہلوؤں کو دنیا کے سامنے پیش کرتا ہوں مختصر یہ کہ یہ کفن کوئی جعلسازی نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے جس کا مکمل علم سائنس دانوں کو زمانہ کی کئی گردشوں کے بعد ہو گا۔

بقیہ:۔ سالانہ اجتماع انصار اللہ۔ لاہور

چاہیئے۔ تمام افراد خاندان کو بھی اس میں شامل کیا جائے اور تمام مجالس میں تمام عہدیداران اس کام کو ہنگامی بنیادوں پر شروع کروائیں اور اس میں دوام ہو۔ تربیت کا کام مستقل محنت کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ ہر ہفتہ ہر پندرہ روز اور پھر ماہ بہ ماہ جائزہ لیں کہ کس حد تک ہم کو کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ یہ جو میں بیان کر رہا ہوں یہ امام وقت کا ارشاد ہے اور کامیابی کا راز ہے۔ انعامات کی تقسیم کے بعد یہ سالانہ اجتماع ہر لحاظ سے بخیر و خوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

ابتدائی عیسائی حضرت عیسیٰؑ کو وہی "مسیح نبی اللہ" مانتے تھے جس کا یہود کو انتظار تھا

ایک نو دریافت شدہ صحیفہ سے انکشاف

مکرم خالد سیف اللہ خان صاحب ـــــ صدر مجلس انصار اللہ ۔ آسٹریلیا

چندہ ماہ قبل یعنی ستمبر ۱۹۹۱ء میں کئی سال کی جدوجہد کے بعد بحیرہ مردار کے قرب وجوار میں مدفون صحائف میں سے ۵×۴ سنٹی میٹر کھال کا ایک ٹکڑہ محققین کو بغرض تحقیق دیا گیا ہے۔ اس صحیفہ کی تحریر نے یہودی اور عیسائی علماء میں کھلبلی مچادی ہے۔ اس سلسلہ میں سڈنی (آسٹریلیا) کے دو موقر ترین روزناموں میں ایک مضمون شائع ہوا ہے اس مضمون کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔ ترجمہ سے قبل خاکسار چند امور بطور تعارف بیان کرنا چاہتا ہے جس سے اس کے سمجھنے میں مدد ملے گی۔ اصل صحیفہ کا ترجمہ صرف اتنا ہے:-

"المسیح نبی۔ جیسی JESSIE کی شاخ سے نکلتی ہوئی کونپل۔ داؤد کی شاخ اور ان کے (امور) کا فیصلہ کر دیا جائے گا"۔

یہاں تک کے ترجمہ میں دونوں گروہوں کے علماء متفق ہیں۔ اس کے بعد کی سطر کا ترجمہ عیسائی علماء یوں کرتے ہیں۔

"اور انہوں نے جماعت کے شہزادہ یعنی (شجر) داؤد کی شاخ عابدوں کی جماعت کے شہزادہ کو مار دیا یا مصلوب کر دیا"

لیکن یہودی علماء یوں کرتے ہیں: اور جماعت کے شہزادہ۔ داود کی شاخ اور عابدوں کے شہزادہ نے اس کو مار دیا"

اس کے بعد کی سطر کے ترجمہ میں پھر کوئی اختلاف نہیں یعنی "زخموں سے گھائل۔ چھلنی کیا گیا (یا چھیدا گیا) اور ایک پادری کے حکم سے (ایسا ہوا)"

دونوں گروہوں کے علماء اس بات پر بھی متفق ہیں کہ اس تحریر میں الیسع نبی کی اس پیشگوئی کی طرف اشارہ ہے جو اسرائیلی مسیح کی آمد کے بارہ میں تھی۔ "داؤد کی شاخ" کے الفاظ بھی اسی مسیح کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔

اس مختصر سے صحیفہ کی تعبیر و تشریح میں یہودی اور عیسائی علماء دونوں شش و پنج میں پڑ گئے ہیں کیونکہ اس انکشاف سے دونوں کو اپنے موجودہ عقائد متزلزل ہوتے نظر آتے ہیں۔

یہودی علماء حیران ہیں کہ اگر صحیفہ میں مذکور وجود وہی مسیح نبی اللہ تھا جس کا ہمیں انتظار تھا اور اب تک ہے تو وہ صلیب پر کیسے چڑھایا گیا "زخمی ہوا اور اس کے جسم کو چھیدا گیا" کیونکہ اگر کوئی صلیب پر مر ہی جائے تو زخموں کا ذکر غیر ضروری ہوتا ہے۔ اس مسیح نے تو اسیریا اور بابل کو فتح کر کے یہود کی حکومت قائم کرنی تھی۔ صحیفہ میں الفاظ تو وہی استعمال ہوئے ہیں جو مسیح پر چسپاں ہوتے ہیں لیکن ساتھ یہ صلیب کا ذکر کیوں ہے۔ (لہذا وہ یہ ترجمہ کرنے پر مجبور ہیں جب تک اپنے عقائد نہ چھوڑیں کہ قتل جس کو کیا گیا وہ کوئی دشمن ہے اور مارنے والا مسیح ہے)۔

دوسری طرف عیسائی علماء اپنی جگہ پریشان ہیں کہ صحیفہ میں جس واقعہ صلیب کا ذکر ہے وہ تو ہمارے مسیح ابن اللہ کے ساتھ گزرا وہ یہودیوں کا موعود مسیح نبی اللہ کیسے ہو سکتا ہے۔ لہذا معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی عیسائیوں نے اس وقت کے یہود سے یہ عقیدہ لیا کہ مسیح نبی اللہ یعنی یہودی روایات سے مطابقت رکھنے والے مسیح کے ساتھ واقعہ صلیب پیش آیا۔ مذکورہ بالا دونوں گروہ صدیوں سے واقعہ صلیب کے بارہ میں شبہات میں گرفتار ہیں۔ ان صحائف کی دریافت سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ سے علم پا کر حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے قرآن کریم کی روشنی میں بطور حکم فیصلہ دے دیا تھا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ بزرگ وجود جو صلیب پر لٹکائے گئے ان کا بدن زخمی ہوا اور چھیدا گیا وہ درحقیقت وہی عیسیٰ مسیح نبی اللہ تھے جن کا یہود کو انتظار تھا۔ لیکن خدا نے ان کی عاجزانہ دعاؤں کو سنا اور جب وہ صلیب پر بے ہوشی کے عالم میں مردہ کی طرح ہو چکے تھے ان کو وہاں سے اتار کر ان کے ہمدردوں کے حوالہ کر دیا گیا۔ ان کے زخموں پر مرہم لگائی جو بعد میں مرہم عیسیٰ کے نام سے موسوم ہوئی اور اس تکلیف کے بعد خدا نے "ابن مریم اور ان کی والدہ کو ایک اونچی جگہ پر پناہ دی جو ٹھہرنے کے قابل اور بہتے ہوئے پانیوں والی تھی" (المومنون: ۲۳) نیز تاریخی حوالوں سے ثابت کیا کہ یہ جگہ کشمیر تھی جہاں اسرائیل کے گھرانے کی گمشدہ بھیڑیں (یعنی اسرائیلی منتشر قبائل) آباد تھے۔

ایک اور قابل غور بات یہ ہے کہ نو دریافت شدہ صحیفہ کی تحریر خواہ کسی یہودی کے ہاتھ سے نکلی

ہو یا کسی ابتدائی عیسائی نے لکھی ہو یہ طے ہے کہ لکھنے والا حضرت عیسے علیہ السلام کو وہی مسیح نبی اللہ سمجھتا ہے جس کا یہود کو انتظار تھا وہ آیا اور یہود کے ہاتھوں صلیب پر اس نے دکھ اٹھائے۔ یہی وہ پیغام تھا جو اس تحریر کے ذریعہ وہ آئندہ نسلوں تک پہنچانا چاہتا تھا۔ الغرض بوقت تحریر حضرت عیسے علیہ السلام کی ابن اللہ ہونے یا کفارہ کے عقائد ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے۔ اس تعارف کے بعد "سڈنی مارننگ ہیرلڈ" کے ۱۰ جنوری ۱۹۹۲ء کے شمارہ میں شائع ہونے والے مضمون کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔

چالیس سال قبل بحیرہ مردار کے قریب واقع ایک غار میں پائے جانے والے ایک چمڑا کے ٹکڑہ نے ابتدائی عیسائی عقائد کے بارہ میں ایک تندو تیز مناقشہ کھڑا کر دیا۔ ملاحظہ ہو ترجمہ:۔

"بحیرہ مردار کے صحیفوں کے ایک حصّہ پر پائے جانے والے عبرانی الفاظ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ ان کا اشارہ ایک اسرائیلی مسیح کی تعذیب کی طرف ہے اور وہ اس خیال کو تقویت دیتے ہیں کہ ابتدائی مسیحی عقائد ایک ایسی یہودی تحریک سے پ۔ئے جن کے عقائد ان جیسے تھے۔ لانگ بیچ میں واقع کیلیفورنیا سٹیٹ یونیورسٹی "مذاہب شرقِ اوسط" کے پروفیسر رابرٹ آئیزنمین (ROBERT EISENMAN) اور بہت سے دوسرے امریکن علماء کو یقین ہے کہ ان الفاظ کی رو سے صحیفوں کے لکھنے والے یہودی، جو ۱۵۰ قبل مسیح سے ۷۰ عیسوی کے درمیان گزرے، ایک ایسے مسیح کے تصوّر سے آشنا تھے جو تکلیف اٹھائے گا اور وفات پائے گا۔ لیکن اس کے بالمقابل بائبل کے وہ علماء جو گزشتہ ہفتہ صحیفوں کے اس ٹکڑا کے مطالعہ کے لئے آکسفورڈ میں جمع ہوئے تھے، اس تشریح سے اختلاف کرتے ہیں۔ ابھی چند ہفتے قبل تک ان صحائف کے غیر مطبوعہ حصّوں کے متعلق عالمانہ اختلاف ممکن نہ تھا کیونکہ ان تک رسائی سخت محدود تھی۔

قبل ازیں ان صحائف کی اجارہ داری ایک مختصر سے گروپ کے پاس تھی جو معتمد علیہ علماء پر مشتمل تھا۔ یہ لوگ ایک ایسے گروہ کی عقل و دانش کے وارث تھے جنکا تعلق سینٹ ڈاہینگ (DOMINIC) کے ماہر آثار قدیمہ پادری فادر رولینڈ ڈی واکس FATHER ROLAND DE VAUX سے تھا۔ شروع میں اس کے ساتھ چھ اور عیسائی پادری بھی شامل ہے جو انٹرا کنفیشنل (INTERCONFESSIONAL) گروہ سے متعلق تھے۔ جملہ صحائف اور ان کے ٹکڑوں

تک رسائی کی اجارہ داری گزشتہ سال ستمبر ۱۹۹۱ء میں ٹوٹی جب پاساڈینا کلیفورنیا کی LIBRARY HUNTINGTON نے فیصلہ کیا کہ تمام اصلی محققین کو ان کے مطالبہ پر صحائف کی مائیکرو فلم مہیا کر دی جائے گی۔ یہ ایک نئی بات آئیز نمین کی لمبی مہم کے نتیجہ میں پیدا ہوئی جس نے اسرائیلی حکومت کے شعبہ آثار قدیمہ کو جوڈی واکس کی پیدا کردہ اجاری داری کا وارث تھا۔ صحائف کے فوٹو گراف جاری کرنے پر مجبور کر دیا۔

گائے کی کھال کا متنازعہ فیہ ٹکڑہ پانچ سنٹی میٹر لمبا اور چار سنٹی میٹر چوڑا ہے۔ اس پر متن کی پانچ سطریں پوری اور چھٹی کا کچھ حصہ ہے۔ صحائف کی فہرست (CATALOGUE) میں اس کا ذکر بطور 4 Q SEREKH MILHAMAH کے ہے۔ یہ ٹکڑہ جو ہزاروں میں سے ایک ہے ایک تصویر میں کئی دوسرے ٹکڑوں کے ساتھ نظر آتا ہے۔

اس ٹکڑہ کی پہلی تین سطروں کا ترجمہ جس میں کوئی اختلاف نہیں (اور دونوں گروپ متفق ہیں۔ ناقل) حسب ذیل ہے۔

LINE 1 ISAIH THE PROPHET

LINE 2 A SHOOT RISEN FROM THE BRANCH OF JESSE

LINE 3 BRANCH OF DAUID AND THEY WILL BE JUDGED.

سطر ۱۔ الیسع نبی۔

سطر ۲۔ یسّی (داؤد کے والد کا نام۔ ناقل) کی شاخ سے نکلتی ہوئی ایک کونپل۔

سطر ۳۔ داؤد کی شاخ۔ اور ان کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔

علماء بائبل متفق ہیں کہ دوسری سطر (بائبل کی کتاب یسعیاہ باب ۱۱۔ آیت نمبر ۱ کا اقتباس ہے اور اس مسیح کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جو اسیریا اور بابل کی حکومتوں کو شکست دے گا۔ اگلی سطر اسی امر پر زور دینے کے لئے "داؤد کی شاخ" کا ذکر کرتی ہے جو کہ عبرانی (موعود۔ ناقل) مسیح کا ہی دوسرا نام ہے۔ اصل میں متنازعہ فیہ سطر چوتھی ہے جس کا ترجمہ آئیز نمین (EISENMAN) نے اس طرح کیا ہے۔

LINE 4 AND THEY KILLED OR EXECUTED THE PRINCE OF CONGREGATION, BRANCH OF DAUID

یعنی "انہوں نے قتل کر دیا۔ یا تعذیب میں سے گزارا جماعت کے شہزادہ کو یعنی داؤد کی شاخ کو"۔ اس پر متفق ہیں کہ جماعت کے شہزادہ سے مراد مسیح ہے (یعنی وہی مسیح جن کا یہود کو انتظار تھا۔ ناقل)

لیکن یہودی روایات (اور عقائد) کے مطابق تو مسیح مارا ہی نہیں گیا (کیونکہ وہ تو ان کے نزدیک ابھی تک آیا ہی نہیں۔ ناقل) لہذا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں عیسائی عقیدہ کے مطابق مسیح مراد ہے (یعنی عیسی مسیح۔ ناقل) اس خیال کو مزید تقویت پانچویں سطر سے ملتی ہے جس میں لکھا ہے۔

LINE 5 WOUNDINGS-OR PIERCINGS AND
A PRIEST COMMANDED

سطر ۵: زخموں سے گھائل یا چھیدا ہوا۔ اور ایک کاہن نے ایسا حکم دیا۔

اس پانچویں سطر کا اشارہ صلیب سے متعلقہ واقعات کی طرف ہے یونیورسٹی آف شکاگو کے عبرانی عالم مائیکل وائز (MECHAEL WISE) جو آئزمین کے تشریح کے مؤید ہیں کہتے ہیں کہ PIERCINGS یعنی چھیدنے کا لفظ جو بہت کم استعمال ہوا ہے اس پیرا کے معنی خیز ہونے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ''چھیدنے'' کے متبادل عبرانی لفظ بائبل میں صرف ایک اور جگہ استعمال ہوا ہے یعنی یسعیاہ (ISAIAH) کے باب ۵۳ آیت ۵ میں۔ اس کا متن عیسائی عقائد میں ایک فیصلہ کن اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا تعلق عیسائیوں کے مزعومہ عیسے مسیح علیہ السلام کی طرف ہے نہ کہ یہود کے مزعومہ مسیح کی طرف۔ عیسائیوں کے خیال میں یسعیاہ باب ۵۳ آیات ۵-۶ کا اشارہ اس مسیح کی طرف ہے جس نے دنیا کے گناہوں کے لئے تکلیف اٹھائی امریکہ کے یہ دو علماء بائبل یقین کرتے ہیں کہ ان کی تشریح کی تائید بحیرہ مردار کے دوسرے صحائف سے بھی ملتی ہے جن میں عیسائی تصوّرات سے مطابقت رکھنے والے مسیح کے وجود کی گواہی ملتی ہے۔ ان میں سے ایک کا نام II Q MELCHIZEDEK ہے جس میں ایک نبی جیسی شخصیت کا حوالہ ملتا ہے جو انجیل مقدس کا اعلان کرتا نظر آتا ہے اس صحیفہ میں اس اعلان کرنے والے کے لئے عبرانی لفظ MEBASSER استعمال ہوا ہے۔ جبکہ یہی لفظ عیسے علیہ السلام کے لئے سینٹ لوقا کی انجیل میں استعمال ہوا ہے جہاں آپ کے ہیکل میں بائبل کے درس دینے کا ذکر آتا ہے۔

وائز (WISE) کہتا ہے کہ اس اعلان کرنے والی شخصیت کے پاس ایک آسمانی مقصد ہے اور اس کو ایک قسم کا مسیحا سمجھ سکتے ہیں۔ مزید برآں معلوم ہوتا ہے کہ صحیفہ II Q MELCHIZEDEK میں جس مدعی کا ذکر ملتا ہے اسے موت کے حوالے کر دیا گیا تھا۔ یہ ایک اضافی گواہی اس بات پر ہے کہ ابتدائی یہودی روایات میں ایک ایسے مسیح کا تذکرہ ملتا ہے جو موت سے دوچار ہوا یعنی عیسائی

تصورات کا مسیح۔

(بحیرہ مردار کے صحیفہ اور سینٹ لوقا کی انجیل میں حضرت عیسے علیہ السلام کے لئے عبرانی لفظ MEBASSER استعمال ہوا ہے۔ جبکہ قرآن کریم میں ان کے لئے عربی لفظ مُبشّر MOBASHIR استعمال ہوا ہے جب وہ اپنے بعد آنے والے رسول احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر کا اعلان کرتے نظر آتے ہیں۔ سورۃ صف ۶۱ : ناقل)

لیکن یہ بحث اتنی سادہ نہیں ہے اور اسکا انحصار کئی حوالوں کی تلاش پر ہے۔ صحیفہ II Q MELCHIZEK میں براہ راست ایک موت سے ہمکنار ہونے والے مسیح کا ذکر نہیں ملتا بلکہ دانیال کی کتاب سے اقتباس پیش کرتا ہے۔ (OF DANIEL CHAPTER) اس حوالہ میں ایک ایسے مسیح اور شہزادہ کا ذکر ہے جو منقطع (CUT OFF) کیا جاویگا۔ وائز (WISE) لکھتا ہے اس یہودی روایت میں مسیح کا تذکرہ عیسائی تصورات کے مطابق تکلیف اٹھانے اور مرنے والے مسیح کے مطابق نہیں جس کے مطابق عیسے علیہ السلام نے کہا تھا کہ وہ تمام انسانوں کے لئے دکھ اٹھائے گا اور مرے گا۔ تاہم ۵۳ ISSAIAH : میں ایک ایسے مالک حقیقی کے خادم OF LORD SERVANT کا ذکر ملتا ہے عیسائیوں کے لئے بہت اہم ہے اس نکتہ کی تشریح جو ہم (عیسائی) کرتے ہیں وہ ظاہر کرتی ہے کہ عیسائیت سے قبل کچھ یہودی حضرت مسیح کے متعلق وہ نظریات رکھتے تھے جو بعد میں عیسائیوں نے اختیار کر لئے۔ (حضرت عیسے علیہ السلام نے بھی قرآن کے مطابق اپنے آپ کو عبداللہ یعنی SERVANT OF LORD (ALLAH) کہا ہے۔ باب ۱۹ آیت ۳۱۔ ناقل)

آکسفورڈ یونیورسٹی جہاں تمام صحائف کے فوٹو رکھے ہوئے ہیں وہاں کے علم یہودیت کے شعبہ کے اعزازی پروفیسر گیز اور مس GE A VERMES جنہوں نے صحیفہ کے اس ٹکڑے کا مطالعہ کیا ہے وہ مذکورہ بالا دو امریکی علماء کی تشریح سے اختلاف رکھتے ہیں۔ ان کو یقین ہے کہ چوتھی سطر کا ترجمہ یوں ہونا چاہیے۔

THE PRINCE OF CONGREGATION KILLED HIM.

یعنی جماعت کے شہزادہ نے اسے قتل کر دیا نہ یہ کہ انہوں نے شہزادہ کو قتل کر دیا۔ (گویا یہودی عالم کہتے ہیں کہ مسیح قتل نہیں کیا جائیگا بلکہ الٹا مسیح اپنے دشمن کو قتل کرے گا۔ ناقل) تمام علماء تسلیم کرتے ہیں کہ الفاظ مشتبہ یا ذو معنی ہیں لیکن ہر ایک کی اپنی اپنی تعبیر کے لئے خاص وجوہات ہیں۔

تیکنیکی لحاظ سے صحیح ترجمہ کا انحصار اس بات پر ہے کہ مفعول بنانے والا حرف کس کے ساتھ لگتا ہے جس سے ظاہر ہو کہ شہزادہ قتل کے فعل کا فاعل ہے یا مفعول۔ صحیفہ کے فقرہ میں یہ لفظ چھوٹا ہوا ہے کیونکہ اس زمانہ میں ایسا حرف ہمیشہ استعمال نہیں ہوتا تھا۔ لہذا یہ بحث نامکمل رہی۔

پروفیسر ورمس VERMES اور ان کے ساتھ ٹیموتھی لم TIMOTHY LIM جو کینیڈا کے عبرانی عالم ہیں اور آجکل آکسفورڈ میں ہیں اپنی بحث کی بنیاد زیادہ تر عمومی وجوہات پر رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صحیفہ کا یہ ٹکڑہ عیسائی تصوّرات اور نظریات پر پورا نہیں اترتا کیونکہ "جماعت کے شہزادہ" کی اصطلاح کے استعمال سے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہاں "یہودی مسیح" مراد ہے۔ وہ لکھتے ہیں صحائف کے دوسرے مقامات پر "جماعت کے شہزادہ" سے مراد روشنی کے فرزندوں کا پر شکوہ جنگی لیڈر ہے جو تاریکی کی قوتوں سے نبرد آزما ہے۔ ورمس کہتا ہے کہ بعض دوسرے حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جو قتل کرتا ہے وہ شہزادہ ہونا چاہیے۔ اس لئے کوئی ضرورت نہیں کہ اس متن کا یہ ترجمہ کیا جائے کہ مسیح قتل ہوا۔ البتہ جو امر ہمیشہ سے پراسرار رہا ہے وہ یہ ہے کہ ایک دکھ اٹھانے اور مرنے والے مسیح کا تذکرہ عہد نامہ جدید میں کیسے داخل ہوا۔

اگر ورمس درست ہیں تو سوال حل طلب یہ ہے۔ وہ کون ہے جس کو "عابدوں کی جماعت کا شہزادہ" موت کے گھاٹ اتارے گا۔ ولیم ہاربری (WILLIAM HORBURY) جو کیمبرج کے ایک عبرانی عالم ہیں کہتے ہیں کہ شاید اس کا جواب "SYRIAC APOCALYPSE OF BARUCH" میں مل جائے جو پرانی شامی زبان میں لکھی ہوئی ہے اور اپوکرفل یعنی مسترد اناجیل کا حصہ ہے۔ اس کتاب کے باب ۴۰ میں مسیح کی آخری فتح کا ذکر یوں ملتا ہے۔

> "وہ آخری حکمران جو اس وقت زندہ چھوڑا جائیگا اس کو باندھ کر کوہ صیہون پر لے جایا جائے گا اور میرا ممسوح اس کے تمام کاموں پر اسے مجرم قرار دے گا اور ان تمام واقعات کے بعد اسے قتل کر دے گا اور اس آخری حکمران کی حکومت ہمیشہ قائم رہیگی یہاں تک کہ دنیا سے برائی مٹ جائے گی، صحائف پر تحقیقی کام کا تو ابھی آغاز ہی ہوا ہے"

(INDEPENDENT SYDNEY MORNING HERALD)

ایک خواب اور اس کی لطیف تعبیر

بر وقت نماز ادا کرنے کی برکات

محترم نذیر احمد صاحب خادم۔ بہاولنگر

میرے بیٹے عزیزم ظہیر احمد طاہر نے سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت بابرکت میں اپنا ایک خواب تحریر کیا کہ "حضور نے خواب میں مجھے ایک بہت ہی خوبصورت اور قیمتی گھڑی عطا فرمائی ہے۔"

اس خواب کی تعبیر میں حضور نے اپنے مکتوب محررہ ۲۹ جنوری ۱۹۸۴ء میں فرمایا کہ:۔

"آپ کا خط ۸۴-۱-۹ موصول ہوا۔ خواب میں مراد یہ ہے کہ پنجگانہ نمازوں کو التزام کے ساتھ وقت پر پڑھا کریں اور نمازیں جمع کرنے کی عادت ترک کر دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔ آمین"

خواب کی یہ لطیف اور انتہائی پر معارف تعبیر پڑھ کر میرا دل جھوم اٹھا۔ روح پر وجد کی سی کیفیت طاری ہو گئی اور دل خدا تعالیٰ کی حمد و شکر کے گیت گانے لگا کہ جماعت احمدیہ پر رب رحمان و منان کا کتنا عظیم احسان ہے کہ یہ نعمت......وامانت اور روحانی قیادت آج صرف ہم میں موجود ہے جس کی برکت سے ہر فرد جماعت حسب اخلاص فیض یاب ہو رہا ہے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اور آپ کے جانشین جماعت کے تقویٰ، روحانیت اور انابت الی اللہ کے معیار کو بلند سے بلند تر کرنے کے لئے پُرسوز دعائیں اور عظیم الشان سعی فرما رہے ہیں۔

ایک دنیا دار لیڈر کی نگاہ میں قیمتی اور خوبصورت گھڑی سے مراد صرف سیکنڈ، منٹ اور گھنٹوں اور ساعتوں کا حساب بتانے والی اور محض دنیوی امور کے اوقات کی تعیین کرنے والی گھڑی ہو سکتی تھی مگر ملکِ روحانی کے امام اور اقلیم حق و حکمت کے نمائندہ نے خوبصورت اور قیمتی گھڑی کی ایسی لطیف تعبیر فرمائی جو خالق اوقات و کائنات کے منشائے مبارک کو پورا کرنے والی اور:

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون

کے فرمان الٰہی کی تفسیر سے مطابقت رکھنے والی ہے۔ اس پُر معارف تعبیر کو پڑھ کر وقت کی پابندی کے ساتھ نماز ادا کرنے کے بارے میں قرآن کریم کا یہ فرمان خاکسار کے ذہن میں آ گیا کہ:۔

ان الصلواة كانت على المومنين كتابا موقوتاً (النساء : ۱۰۴)

یعنی بلاشبہ نماز مومنوں پر ایک بروقت ادا کرنے والا فرض ہے۔
بخاری شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابن مسعودؓ سے پوچھا کہ کونسا کام افضل ہے تو آپ نے فرمایا میں نے یہی بات رسول کریم ﷺ سے پوچھی تھی تو حضور ﷺ نے فرمایا تھا۔

الصلوة على وقتها

کہ نماز اپنے وقت پر ادا کرنا سب سے افضل ہے۔ اسی طرح ترمذی میں یہ حدیث شریف ہے کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ:۔

یا علی! ثلاث لا توخرها الصلوة اذا اتت والجنازة اذا حضرت والایم اذا وجدت لها کفوا

"اے علی! تین کاموں میں کبھی تاخیر نہ کرنا۔ ایک نماز میں جب اس کا وقت ہو جائے۔ دوسرے جنازہ میں جب حاضر ہو تو تاخیر نہ کرو۔ تیسرے بیوہ کے لئے جب موزوں رشتہ مل جائے تو اس کے نکاح میں تاخیر نہ کرو"۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم ﷺ کے ان فرمودات سے ظاہر ہے کہ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بیان فرمودہ تعبیر کتنی لطیف اور عارفانہ ہے۔ رب کریم اپنے فضل سے ہماری جماعت کے ہر فرد کو تمام شرائط کے ساتھ وقت پر نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ یہی جماعت کی سرسبزی، مضبوطی اور ترقی کا ذریعہ ہے۔ آخر پر خاکسار حضرت بانی جماعت احمدیہ (اللہ تعالیٰ کے سلام ہوں آپ پر) اور حضرت سیدنا و امامنا صاحبزادہ مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے کچھ ارشادات افادہ احباب کے لئے درج کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے:۔

(الف) حضرت اقدس بانی جماعت احمدیہ فرماتے ہیں کہ:۔

(۱) "اگر خدا تعالیٰ سے سچا تعلق، حقیقی ارتباط قائم کرنا چاہتے ہو تو نماز پر کاربند ہو جاؤ اور ایسے کاربند ہو کہ تمہارا جسم، نہ تمہاری زبان بلکہ تمہاری روح کے ارادے اور جذبے سب کے سب ہمہ تن نماز ہو جائیں"۔　(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۶۳)

(۲) "نماز خدا کا حق ہے اسے خوب ادا کرو" (ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۳۷۰)

(۳) "نماز نعمتوں کی جان ہے...... ان کو سنوار کر ادا کرو تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی نعمت کے وارث بنو"۔ (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۱۶۲)

(۴) "نماز مشکلات کی کنجی ہے"۔ (ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۳۶۷)

(۵) "نماز دعا کی قبولیت کی کنجی ہے"۔ (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۳۰۳)

(ب) حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ الودود خطبہ جمعہ فرمودہ یکم اپریل ۱۹۸۳ء مطبوعہ الفضل ۲۰ جون ۱۹۸۳ء میں فرماتے ہیں کہ:۔

(۱) "نماز کی طرف توجہ دلانا ہمارا اولین فرض ہونا چاہیئے۔ سارا نظام اس چیز کو ہمیشہ اولیت دے"۔

(۲) "ہم تبھی زندہ رہیں گے جب نظام جماعت عبادت کا غلام ہوگا"۔

(۳) "دراصل عبادت ہی کے نتیجہ میں بنی نوع انسان کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا ہوتی ہے"۔

(۴) "جو خدا کے حقوق ادا نہیں کرتے یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ بندوں کے حقوق ادا کر سکیں۔ چنانچہ فرمایا ویمنعون الماعون کہ یہ لوگ اتنے خسیس، اتنے کم ظرف ہو جاتے کہ بنی نوع انسان کی معمولی ضرورتیں پوری کرنے سے بھی گریز کرنے لگ جاتے ہیں۔ ان کی حالت یہاں تک ہو جاتی ہے کہ اگر ان کے ہمسائے نے آگ مانگی ہے تو اس سے ان کو تکلیف پہنچتی ہے یا تھوڑی دیر کے لئے مثلاً ہنڈیا طلب کی ہے تو اس سے بھی تکلیف پہنچتی ہے"۔

(۵) پھر عہدیداران جماعت اور کارکنان سلسلہ کو توجہ دلاتے ہوئے حضور فرماتے ہیں کہ:۔

"............آوازیں آرہی ہوں اور نماز کی طرف بلایا جارہا ہو لیکن کارکنان سلسلہ یا ممبران مجلس عاملہ یا سلسلہ کے دیگر کارکنان خاموشی سے سن رہے ہوں جیسے کسی اور کو بلایا جارہا ہے۔ بہرے کی اور کیا تعریف ہے"۔

(۶) حضور بچوں کو نماز کا پابند بنانے کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

"حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اپنے بچوں کی عبادت کا خیال نہیں کرتے ان کی اولادیں لازماً ہلاک ہو جایا کرتی ہیں۔ اس لئے وہ اس طرف توجہ کریں اور اپنی اولاد کو اپنے ہی ہاتھوں سے قتل نہ کریں"۔

اللہ تعالیٰ تمام احباب جماعت والدین اور عہدیداران کو توفیق دے کہ اپنے پیارے امام کے ان زندگی بخش اور موت کے پنجہ سے نجات دینے والے ارشادات کو حرزِ جان بنائیں اور اپنے اپنے گھروں اور جماعتوں کے سو فیصد افراد کو نمازی بنانے کے لئے مسلسل یاد دہانی، نہ تھکنے والی کوشش اور دردمندانہ دعاؤں سے کام لیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سالانہ اجتماع انصار اللہ۔ لاہور

محترم عبد المالک صاحب۔ دار الذکر۔ لاہور

اللہ تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے مجلس انصار اللہ ضلع لاہور کو اپنا سالانہ اجتماع منعقدہ ۱۰-۱۱ ستمبر ۱۹۹۱ء بروز منگل دار الذکر لاہور میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

۱۰ ستمبر ۱۹۹۱ء بروز منگل بعد نماز مغرب بوقت سات بجے شام تلاوت، عہد اور نظم کے بعد مکرم و محترم میجر عبد اللطیف صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ لاہور نے افتتاح فرمایا۔ آپ نے تحریک کی کہ ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ ہمارا ضلع اور ہماری مجالس نمایاں پوزیشن حاصل کریں اس کے لئے محنت، کوشش اور دعا کو سہارا بنانا ہوگا۔ رات کے کھانے کے بعد جلسہ سالانہ لندن ۱۹۹۱ء کی وڈیو کیسٹ احباب کو دکھائی گئی۔

۱۱ ستمبر ۱۹۹۱ء صبح تہجد اور فجر کے بعد قرآن، حدیث اور ملفوظات کا درس ہوا۔ صبح سات بجے ناشتہ اور ساڑھے نو بجے اجلاس زیر صدارت مکرم امیر صاحب لاہور منعقد ہوا جس میں تلاوت، عہد اور نظم کے بعد مکرم مولانا بشیر الدین صاحب مربی شالامار ٹاؤن نے "احمدیت کا مستقبل حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیاں کی روشنی میں" اور محترم مجیب الرحمن صاحب ایڈووکیٹ امیر ضلع راولپنڈی نے "جہان نو" کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ پھر سوال و جواب کی محفل ہوئی جو ایک بجے دوپہر تک جاری رہی۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد نمازیں ادا کی گئیں۔ بعد اجتماع کے اختتامی پروگرام کا آغاز تلاوت، نظم اور عہد کے ساتھ اڑھائی بجے دوپہر شروع ہوا۔ مکرم مولانا غلام باری صاحب سیف نے "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت عبادات کی روشنی میں" بیان کی آپ کے خطاب کے بعد مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور نے "برکات خلافت" پر خطاب فرمایا اور مکرم ناظم صاحب ضلع انصار اللہ نے چھ ماہ کی رپورٹ مختصراً پیش کی۔

آخر پر مکرم و محترم حمید اللہ صاحب ایم اے صدر مجلس انصار اللہ نے خطاب فرمایا آپ نے فرمایا۔ "لاہور کی مجالس کا قدم ترقی کی طرف ہے" نیز فرمایا

الخیر کلہ فی القرآن

ہر ایک کو قرآن مجید پڑھنے پڑھانے سننے اور سنانے کی طرف توجہ دینی چاہیے بالخصوص خود بھی کرنی

باقی صہ ۲۵ پر

تعلیم القرآن

اعضاءِ صوت یا مخارجِ حروف

________ محترم محمد اعظم صاحب اکسیرؔ - قائد تعلیم القرآن

خدا تعالیٰ کا پاک کلام قرآن مجید عربی زبان میں ہے۔ لہذا اس کے صحیح تلفظ یعنی حرفوں اور لفظوں کی درست ادائیگی کے ساتھ تلاوت کے لئے ضروری ہے کہ جہاں تک ہو سکے اس کو عربوں کی طرح پڑھا جائے۔ عربی زبان میں حروف کی تعداد ۲۹ ہے۔ یہ حروف ہونٹوں، زبان یا حلق وغیرہ کے مختلف حصوں سے اٹھائے یا نکالے جاتے ہیں۔ جب کوئی حرف اٹھایا یا نکالا جائے یعنی ادا کیا جائے تو آواز پیدا ہوتی ہے اس آواز یعنی صوت کے پیدا ہونے یا نکلنے کے مقام یعنی ہونٹ، دانت، زبان، حلق یا تالو وغیرہ کے مختلف حصوں کو ''اعضائے صوت'' کہتے ہیں جو تعداد میں ۱۷ ہیں۔ اصطلاحی طور پر ان مقامات کو مخارج حروف (یعنی حروف کے نکلنے کی جگہ) کہتے ہیں۔

مخرج معلوم کرنے کا آسان طریقہ

کسی حرف کا مخرج معلوم کرنے کا آسان طریق یہ ہے کہ اسے ساکن کر کے اس سے پہلے زبر والا ہمزہ لگا کر پڑھیں۔ اس طرح جہاں آواز رکتی ہے وہی اس حرف کے نکلنے کی جگہ یا مخرج ہے جیسے م کو اَمْ پڑھنے سے ہونٹ باہم ملنے پر آواز رکتی ہے تو یہی مقام حرف م کا مخرج ہے۔

مختلف مخارج اور ان سے نکلنے والے حروف کی تفصیل

تمام مخارج حروف کا مختصر تعارف اور بریکٹ میں ان سے نکلنے والے حروف کی تفصیل یعنی مخرج کا نام اور اس سے نکلنے والے حروف حسبِ ذیل ہیں:۔

۱۔ ''منہ کا خلاء یعنی دانتوں سے اندر زبان اور تالو کے درمیان حلق تک کا حصہ۔......... (ساکن حالت میں و، ی، الف)

۲۔ ''اقصیٰ حلق'' یعنی سینہ کی طرف حلق کا آخری حصہ۔......... (ء - ہ)

۳۔ ''وسطِ حلق'' یعنی حلق کا درمیانی حصہ۔......... (ع - ح)

۴۔ ''ادنیٰ حلق'' یعنی حلق کا ابتدائی حصہ۔.........(غ۔خ)

۵۔زبان کے آخری حصہ اور تالو کا ملاپ۔.........(ق)

۶۔ق کے مخرج سے ذرا نیچے اور تالو کے سامنے کا حصہّ۔.......(ک)

۷۔ ''وسط اللّسان''۔ یعنی زبان کے درمیانی حصہّ اور تالو کا ملاپ۔ (ج، ش، ی غیر مدّہ)

۸۔ ''حافۃ اللّسان'' یعنی زبان کی دائیں یا بائیں یا دونوں طرف کی موٹائی اور اوپر والی داڑھوں کی جڑ کا ملاپ۔.........(ض، جو دسے نہیں ظ سے مشابہ ہے۔)

۹۔ ''طرف اللسان'' یعنی نوک زبان اور اس سے متصل دائیں یا بائیں طرف کی حافہ یعنی زبان کی موٹائی اور اوپر والے چار دانتوں کے مسوڑھوں کا ملاپ۔.........(ل)

۱۰۔ نوکِ زبان کا تین دانتوں کے مسڑھوں سے ملاپ۔.........(ن)

۱۱۔ نوکِ زبان اور کچھ حصہ پشتِ زبان کا اوپر والے دو درمیانی دانتوں کے مسوڑھوں سے ملاپ۔....(ر)

۱۲۔ نوکِ زبان اور اوپر کے درمیان والے دو دانتوں کا ملاپ۔......(ط، د، ت)

یاد رہے کہ ط کی آواز پُر اور ت کی باریک ہوتی ہے۔

۱۳۔ نوکِ زبان اور اوپر کے سامنے والے دو دانتوں کے مسوڑھوں کی جانب کنارے سے ملاپ۔.......(ظ، ذ، ث)

۱۴۔ نوکِ زبان، نیچے والے سامنے کے دو درمیانی دانتوں کے اوپر والے کنارے اور اوپر والے دو درمیانی دانتوں کے معمولی ملاپ سے جب سیٹی کی آواز پیدا ہوتی ہے۔ (ص، ز، س)

۱۵۔ اوپر والے دو درمیانی دانتوں کے نیچے والے کنارے اور نیچے والے ہونٹ کے اندرونی حصہ کا ملاپ۔.........(ف)

۱۶۔دونوں ہونٹوں کے اندرونی تر حصوں کا ملاپ۔.........(ب، و، م)

۱۷۔ ''خیشوم'' یعنی ناک کا بانسہ یا نتھنوں کے سلسلہ میں تالو کے اوپر والا خلاء جو ناک کی جڑ کہلاتا ہے:۔ (غنّہ)

اعضاءِ صوت یا مخارج حروف کی شناخت کو صحت و حسن کے ساتھ قرآن مجید پڑھنے یا تجوید کے سلسلہ میں بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ دوست محبت کے ساتھ توجہ فرمائیں تو یہ شناخت کوئی مشکل امر نہیں رہتا۔

مجالس انصار اللہ پاکستان

نتیجہ امتحان سہ ماہی دوم ۱۹۹۲ء

خدا تعالیٰ کے فضل سے قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان کے زیر اہتمام جولائی ۹۲ء میں کل مجالس کے انصار نے شرکت کی۔ جس میں مندرجہ ذیل انصار نے نمایاں پوزیشن حاصل کی ہے۔

۱۔ مکرم محمد ابراہیم صاحب شاد (خانیوال) اوّل
۲۔ مکرم ماسٹر بشارت احمد صاحب (دارالعلوم وسطی) دوم
۳۔ مکرم حکیم مرزا محمد حبیب صاحب مدنی (ناظم آباد کراچی) سوم

علاوہ ازیں مندرجہ ذیل انصار اس امتحان میں خصوصی گریڈ کے مستحق قرار پائے۔

مکرم مرزا بشیر احمد صاحب (جیکب آباد)
مکرم عبدالمنان فیاض صاحب (اسلام آباد)
مکرم محمد اسلم صاحب (صدر گوگیرہ)
مکرم میاں عبدالقیوم صاحب (کوئٹہ)
مکرم ولی محمد صاحب (بصیر پور)
مکرم محمد عبداللہ باجوہ صاحب (ظفروال)
مکرم مسعود احمد صاحب خورشید (مارٹن روڈ)
مکرم محمود احمد صاحب ایم ایس سی (ڈیفنس لاہور)
مکرم میاں عبدالحی صاحب (سیالکوٹ)
مکرم جلیل احمد صاحب شاہد (اسلام آباد شرقی)
مکرم محمد رمضان صاحب بی۔ اے (مصری شاہ لاہور)
مکرم رفیق احمد صاحب ساہی (فیصل ٹاون لاہور)
مکرم ملک مجید احمد صاحب مبشر (ناظم آباد کراچی)
مکرم پیر محمد صاحب (نور نگر سندھ)
مکرم محمود مجیب اصغر صاحب (مظفر گڑھ)
مکرم غلام احمد صاحب (ایل پلاٹ۔ ضلع اوکاڑہ)

مکرم ڈاکٹر مورانی نثار احمد صاحب راٹھور (نوکوٹ)
مکرم سید عزیز حسین شاہ صاحب (نصیرہ)
مکرم میاں اقبال احمد صاحب (راجن پور)
مکرم جلال الدین شاد صاحب (سیالکوٹ)
مکرم شریف احمد صاحب (سیالکوٹ)
مکرم عزیز احمد طاہر صاحب (ٹوبہ ٹیک سنگھ)
مکرم ملک عبدالعزیز صاحب (اوکاڑہ)
مکرم محمد سلیم خان صاحب (پشاور)
مکرم محمد لطیف صاحب (فیصل آباد)
مکرم نعیم احمد خان صاحب (ناظم آباد کراچی)
مکرم سید عزیز احمد صاحب (ٹاون شپ لاہور)
محمد ظفر اللہ خان صاحب (بیت التوحید لاہور)
مکرم عبدالرحیم بھٹہ صاحب (بورے والا ضلع وہاڑی)
مکرم جی ایم وائی پٹیل (النور کراچی)
مکرم ملک عنایت اللہ صاحب (گارڈن ٹاون لاہور)
مکرم عطاء الرحمن صاحب (اسلام آباد شرقی)
مکرم چوہدری غلام علی صاحب (دارالعلوم ربوہ)

مکرم عبدالباسط خان صاحب (دارالبرکات ربوہ)
مکرم محمد سلطان اکبر صاحب (دارالصدر جنوبی)
مکرم سلطان احمد صاحب پیر کوٹی (دارالرحمت غربی)
مکرم سید محمد وارث شاہ صاحب (ماڈل کالونی کراچی)
مکرم مطیع الرحمن صاحب (دارالصدر شمالی)
مکرم ظہور احمد صاحب (واہ کینٹ)
مکرم عبدالحمید ارشد صاحب (عزیز آباد کراچی)
عبداللطیف صاحب شاہد (کنری سندھ)
مکرم عبدالحق خادم صاحب (میرا بھر مکا آزاد کشمیر)
مکرم عبدالعزیز صاحب منگلا (بیت التوحید لاہور)
مکرم مسعود احمد صاحب ظفر (عزیز آباد کراچی)
مکرم ظہور احمد صاحب (اقبال ٹاون لاہور)
مکرم میاں محمد اسحق صاحب عابد (ڈیفنس لاہور)
مکرم ظفر احمد خان صاحب (دارالیمن وسطی)
مکرم رفیق احمد ثاقب صاحب (دارالعلوم غربی)
مکرم محمد ابراہیم صاحب بھانبڑی (دارالنصر شرقی)
مکرم صلاح الدین صاحب (گول بازار)
مکرم حکیم فضل الٰہی صاحب (رحمت بازار)
مکرم سید منیر احمد شاہ صاحب (دارالصدر شمالی)
مکرم محمد سلیم اختر صاحب (دہلی گیٹ لاہور)
محمد حنیف بھٹی صاحب (میر پور خاص)
سید محمود احمد شاہ صاحب (گلشن اقبال کراچی)
مکرم لطیف احمد صاحب سرور (شیخوپورہ)
مکرم رشید احمد صاحب (عزیز پور ڈگری)
مکرم قریشی محمد عبداللہ صاحب (دارالرحمت وسطی)
مکرم ڈاکٹر نذیر احمد مغل صاحب (نفیس نگر سندھ)
محمود احمد قریشی صاحب (سمن آباد لاہور)
مکرم سید سجاد احمد صاحب (دارالرحمت وسطی)
مکرم سلطان احمد صاحب (۳۶۳۔ ای۔ بی۔ تحصیل بوریوالہ)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ علم و فضل میں ترقی کے حامل اس مرکزی امتحان میں ذوق شوق سے شرکت کرنے / نمایاں پوزیشن / خصوصی گریڈ حاصل کرنے والے تمام انصار کے لئے یہ اعزاز مبارک کرے اور آئندہ بھی صحت و سلامتی کے ساتھ ان مرکزی پروگراموں میں پہلے سے زیادہ تعداد میں انصار کو یہ توفیق ملتی رہے۔

نوٹ: نمایاں پوزیشن اور خصوصی گریڈ حاصل کرنے والے تمام انصار کی خدمت میں بہت جلد انعامی کتب (روحانی خزائن) ارسال کر دی جائیں گی۔ موصول ہونے پر دفتر کو اطلاع کر دیں۔ شکریہ

خاکسار
شیخ منور احمد شمیم خالد
قائد تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان۔ ربوہ

ق)

وسطی)
سندھ)

ی)
بی- تحصیل

Scrolls divide scholars over question of faith

A fragment of ancient vellum found in a cave by the Dead Sea about 40 years ago is causing bitter controversy about the origins of Christian belief, reports OLIVER GILLIE.

THE Hebrew words on a part of the Dead Sea Scrolls are said to refer to the execution of a Messiah and support the idea that early Christian tenets sprang from a Jewish movement with similar beliefs.

Robert Eisenman, professor of Middle East Religions at California State University in Long Beach, and other American scholars believe the words show that the Jewish writers of the scroll, who lived between about 150BC and AD70, were familiar with the idea of a Messiah who would suffer and die. But Biblical scholars meeting in Oxford last week to study the fragment dispute this interpretation.

Until recent weeks, scholarly dispute about the meaning of unpublished portions of the Dead Sea Scrolls was not possible because access to them was highly restricted.

Previously, a small group of trusted scholars inherited a monopoly on the scrolls from the intellectual descendants of the Dominican archaeologist Father Roland de Vaux and his original team of six "interconfessional" Christian scholars.

The monopoly of access to the full scrolls and all the fragments was broken in September last year when the Huntington Library in Pasadena, California, decided to supply microfilm of them to all bona fide scholars on demand. This move, after a long campaign by Eisenman, finally forced the Israel Antiquities Authority, which had inherited the monopoly initiated by de Vaux, to release photographs of the scrolls.

The disputed fragment of vellum, which is five centimetres wide by four centimetres in depth, contains five lines of text and part of a sixth line. Known in the catalogue of the scrolls as 4Q Serekh Milhamah, the fragment – one of many thousands – appears in a photograph with several other pieces.

The translation of the first three lines of the fragment are not disputed and read as follows:

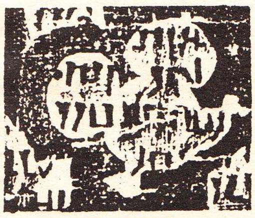
Line 1: "Isaiah the Prophet";

Line 2: "a shoot risen from the branch of Jesse";

Line 3: "branch of David and they will be judged". Scholars agree that the second line is a quotation from Isaiah (chapter 11, verse 1) and refers to a Messiah who is expected to defeat the empire of Assyria and Babylon. The next line emphasises this by use of the term "branch of David" which is another name for the Hebrew Messiah. The dispute centres on the fourth line which is translated by Eisenman as meaning "and they killed – or executed – the Prince of the Congregation, branch of David". The Prince of the Congregation, it is agreed, is the Messiah. But in the Jewish tradition the Messiah is not killed and so this line appears to suggest a Messiah from the Christian tradition. This is reinforced by the fifth line which reads: "woundings – or piercings – and a priest commanded", suggesting events akin to those of the crucifixion.

The word "piercings", which is very rare, provides further clues to the significance of the passage, according to Michael Wise, a Hebrew scholar from the University of Chicago who supports Eisenman's interpretation.

"The Hebrew word for piercings only occurs in one other place in the Bible, in Isaiah 53, verse 5, a text which is of crucial significance in Christian theology. For Christians, but not for Jews, this passage of Isaiah is understood to be describing the



Messiah, Jesus." Verses 5 and 6 from Isaiah 53 refer to a Messiah who suffered for the sins of the world.

The two American scholars believe their interpretation is supported by further evidence of a Christian type of Messiah in other Dead Sea texts. One of these, called 11Q Melchizedek, refers to a prophetic figure who proclaims from Holy writ. The Hebrew word for proclaimer, Mebasser, used in this Dead Sea text is also used in the Gospel of St Luke to describe Jesus when he reads from scripture in the synagogue.

"The proclaimer has a heavenly mission and can be seen as a kind of Messiah," Wise said. "Furthermore it appears that the proclaimer referred to in 11Q Melchizedek is put to death, additional evidence for an early Jewish tradition of a dying Messiah of the Christian type."

But the argument is not straightforward and depends upon tracing texts. 11Q Melchizedek does not refer directly to a dying Messiah but quotes from the Book of Daniel (Chapter 9, verse 25). This refers to a Messiah, a Prince, who will be "cut off".

"The suffering and dying Messiah in this Jewish tradition is not identical with the Christian concept because Christ said he suffered and died for all men," Wise said. "However Isaiah 53 does refer to a Servant of the Lord, an idea which is very important for Christians. Our interpretation of the fragment suggests that some Jews prior to Christianity saw the Messiah in a similar way to Christians later on." The interpretation of the two American scholars is disputed by Geza Vermes, professor emeritus of Jewish Studies at Oxford University, who has studied the fragment in Oxford where photographs of all the scrolls are held. Vermes believes that the fourth line of the fragment should read "the Prince of the Congregation killed him" and not "they killed the Prince".

All the scholars agree that the words are ambiguous, but have special reasons for their own interpretation. Technically the translation depends on whether the particle of the accusative, which indicates whether the Prince is the subject or object of the sentence, is used or not. In this case the particle was not used, suggesting Vermes's rendering of the phrase. But the particle was not invariably used in the Hebrew of this period so that argument is not final.

Vermes, together with Timothy Lim, a Canadian Hebrew scholar presently at Oxford, argue on more general grounds that the fragment does not refer to a Christ-like Messiah. Tracing other references to the Prince of the Congregation, they find that this phrase is just another term for the Jewish Messiah.

"Elsewhere in the scrolls the Prince of the Congregation is a glorious war leader of the sons of light who are fighting the forces of darkness," Vermes said. "It is clear from these other references that it is the Prince who does the killing. There is no necessity to translate the text as meaning the Messiah is killed. How the concept of a suffering and dying Messiah penetrated the New Testament remains as mysterious as ever."

If Vermes is correct, one question remains: who is put to death by the Prince of the Congregation? William Horbury, a Hebrew scholar from Cambridge, suggests the answer may be found in the *Syriac Apocalypse of Baruch*, written in ancient Syrian and part of the Hebrew apocrypha.

In Chapter 40 of the *Syriac Apocalypse* the final victory of the Messiah, the anointed one, is described: "The last ruler who is left alive at that time will be bound ... and they will carry him on Mount Zion, and my anointed one will convict him of all his deeds ... And after these things he will kill him ... And his – the last ruler's – dominion will last forever until the world of corruption has ended."

The detective work among the scrolls has only just begun.

The Independent

THE SYDNEY MORNING HERALD, FRIDAY JAN 10, 1992

ترجمہ صفحہ ۲۸ پر ملاحظہ فرمائیں